جماعت احمدیہ پر اعتراضات

کا

علمی جائزہ

دوست محمدؐ شاہد

جماعت احمدیہ پر اعتراضات

کا

علمی جائزہ

مولانا دوست محمد صاحب شاہد

مؤرخِ احمدیت

احمد اکیڈمی ربوہ

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء تا ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر مبارک ہو!

تعاون : منیر احمد شمس جامعہ احمدیہ
ناشر : جمال الدین انجم
مطبوعہ : لاہور آرٹ پریس لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جماعت احمدیہ پر اعتراضات کا

علمی جائزہ

یہ دنیا مادّہ پرستوں اور خدا والوں کے دو الگ الگ کیمپوں میں بٹی ہوئی ہے۔ خدا والوں کے لئے ربِّ حکیم کا یہ حکم ہے کہ انکا ایمان دلائل اور براہین پر مبنی ہونا چاہئیے۔ ایمان وہی ہے جسکی بنیاد بصیرت پر ہو اور وہ کھلی آنکھوں اور کھلے کانوں کے ساتھ اختیار کیا جائے۔ چنانچہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے :-

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِآیَاتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا
عَلَیْھَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا (الفرقان : ۷۴)

یعنی عباد الرحمٰن کی یہ خصوصیت ہے کہ جب اُنکے رب کی آیات کا ذکر کیا جائے تو وہ اُن سے بہروں اور اندھوں کا سا معاملہ نہیں کرتے بلکہ کان اور آنکھیں کھول کر ربّانی آیتوں کو سنتے اور ان پر روحانی بصیرت کیساتھ نظر ڈالتے ہیں۔

سورۃ مومنون رکوع ۳ سے ثابت ہے کہ آسمانی مصلح اور مامور بھی آیاتِ الٰہیہ میں شامل ہیں۔ لہذا ان کی آواز پر لبیک کہنے والوں کا دینی فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے عقائد کے بارہ میں حقیقی معرفت حاصل کریں کیونکہ

اسی سے دین پر ثبات حاصل ہوتا ہے اور اسی سے قربِ الٰہی کی برکات نصیب ہوتی ہیں۔

عباد الرحمٰن کی اس مثالی خصوصیت اور شاندار روایت کو قیامت تک زندہ رکھنا ممالکِ عالم کے تمام احمدیوں کا اوّلین فرض ہے۔ کیونکہ وہ تحریکِ احمدیت سے وابستگی کا شرف رکھتے ہیں۔ جو خالص علمی، مذہبی اور آفاقی تحریک ہے اور جس کے محکم نظریات کی رفعتوں کے مقابل ہمالیہ کی سربفلک چوٹیوں کی اتنی بھی حیثیت نہیں، جتنی نسبت ذرّہ کو آفتاب سے یا قطرہ کو بحرِ ذخّار سے ممکن ہے۔

اس کھلی صداقت کو آزمانے اور پرکھنے کا سب سے آسان اور دلچسپ طریق وہی ہو سکتا ہے جسکی نشاندہی ہمارے آقا و مولیٰ خاتم الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ

"اَلْعِلْمُ خَزَائِنُ وَ مِفْتَاحُهَا اَلسُّؤَالُ"[1]

علم کے خزانوں کی چابی سوال ہے

اس بابرکت ارشادِ نبوی صلعم کی تعمیل میں اسوقت عقائدِ احمدیت پر بعض سوالات اور اعتراضات کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ اصل [illegible] شروع کیا جائے یہ بتانا ضروری ہے کہ عقائدِ احمدیت کیا ہیں اور ان کے خلاف شدید ردِ عمل اور اعتراضات کا واقعاتی پس منظر کیا ہے؟؟

---

[1] "الدرر المنتشرة" للسیوطی رحمہ اللہ صفحہ ۱۱۵

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہیں:-

"یہ عاجز تو محض اس غرض سے بھیجا گیا تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے" [1]

قرآن مجید نے توحید اور رسالتِ محمدیہ کے خلاف سب سے بڑا خطرہ فتنۂ تثلیث کو قرار دیا ہے - چنانچہ فرماتا ہے۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ (مریم: ۹۱-۹۲)

قریب ہے کہ آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر جا پڑیں - اس لیے کہ ان لوگوں نے خدائے رحمٰن کا بیٹا قرار دیا ہے

اس قرآنی فیصلہ کے مطابق حضرت بانی احمدیت اس فتنہ کیخلاف عمر بھر جہاد کرتے رہے نیز فرمایا:-

"ہمارے نزدیک ہندوستان دار الحرب ہے - بلحاظ قلم کے

---

[1] "حجۃ الاسلام" صفحہ ۱۲-۱۳

پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ اس میدانِ جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لیکر نکلے ہیں نہ سنان و تفنگ لے کر۔ اس لئے اس میدان میں ہم کو جو ہتھیار لے کر نکلنا چاہیئے وہ قلم اور صرف قلم ہے ..... اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کیئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے" [1]

اہل تثلیث کی اس یلغار کے پس پشت برطانیہ اور دوسری استعماری طاقتیں کارفرما تھیں اور تحریک احمدیت کے ظہور سے قبل پادری عماد الدین، پادری رانکلین، پادری رامچندر، پادری راجرس وغیرہ عیسائی مصنفوں کا نہایت دل آزار لٹریچر پورے برصغیر میں بارود کی شکل اختیار کر چکا تھا اور برصغیر کے کروڑوں نہتے اور بے بس مسلمان پادریوں کی اس آتشیں جنگ کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔ اور جیسا کہ مشہور منّاد اور پادری بیروز نے انکشاف کیا کہ اصل سازش یہ تھی کہ ہندوستان ہی نہیں نعوذ باللہ مکہ معظمہ پر بھی صلیبی جھنڈا لہرایا جائے [2,3]

اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے نئے مشنوں کا جال بچھا دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے خلاف زہریلا پراپیگنڈا تیز سے تیز تر

---

[1] ۔ ملفوظات جلد ۱ صہ ۲۱۷ [2][3] صفحہ ۷۲ (By JOHN HENRY BARROWS)

"BARROWS LECTURES" ریورنڈ مولوی عماد الدین کا خط تشکا گو (۱۸۹۳ء) میں لکھا "محمدی وغیرہ اس قدر شکست خوردہ ہیں کہ قیامت تک سر نہ اٹھا سکیں گے" صہ ۱۹-۲۰ (مطبوعہ نیشنل پریس امرتسر)

ہوتا گیا ۔ لاکھوں صفحوں کے مسیحی لٹریچر میں سے صرف تین اقتباسات ملاحظہ ہوں

۱۔ " قرآن کو علیحدہ بالائے طاق رکھ دو اور انجیل مقدس کو قبول کرو کیونکہ صرف اسی ہی کے وسیلے سے نجات کا راستہ ظاہر کیا گیا ہے " [۱]

۲۔ " محمد صاحب نے کبھی کوئی معجزہ نہیں دکھایا پر مسیح نے بہت عجیب و غریب کام کئے۔ جس نے اندھوں کو آنکھیں عطا فرمائیں اور مُردوں کو زندگی بخشی۔ وہی آپکو گناہ کے بُرے اثر سے بچا سکتا ہے ۔ آخر الأمر محمد صاحب موت کا شکار ہو گئے اور اُن کا جسم خاک ہو گیا۔ لیکن یسوع مسیح اگرچہ ایک دفعہ مر گیا اور گناہ کا کفّارہ ہوا تو بھی وہ مُردوں میں سے جی اٹھا۔ آسمان پر چڑھ گیا اور اپنے لوگوں کو بچانے کیلئے ابدالآباد تک زندہ ہے اور گنہگاروں کی سفارش کرتا ہے ۔ اگر محمد صاحب آپکی سفارش کریں تو بالکل بے فائدہ ہے ایک گنہگار کو دوسرے گنہگار کی سفارش سے کیا حاصل ؟ کیا کوئی جج پسند کریگا کہ اس کے سامنے کوئی چور کسی چور کی سفارش کرے ۔ " [۲]

۳۔ " مسیح " اسلامِ ابراہیمی کا ختم المرسلین ہے ۔ اور اسلامِ ابراہیمی کا اصلی اور جائز طور سے وارث ہے " [۳]

---

[۱] " قرآن " ص ۱۲ ۔ ناشر کرسچن لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ ۱۹۰۰ء

[۲] " مسیح یا محمد " ص ۱۲-۱۳ ۔ ناشر کرسچن لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ ۱۹۰۰ء

[۳] الفرقان حصّہ دوم صفحہ ۸۴ (پادری غلام مسیح پاسٹر انبالہ شہر جون ۱۹۰۵ء

کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے قلب مبارک کو ان اخلاق سوز کارروائیوں نے تڑپا دیا چنانچہ حضور اپنی باطنی کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

" یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دنیا میں چالیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے۔ میرے دل پر اسقدر صدمہ پہنچاتا رہا ہے کہ میں گمان نہیں کرسکتا کہ مجھ پر تمام زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی غم گذرا ہو۔ بلکہ ہمّ و غم سے مرنا میرے لئے ممکن ہوتا تو یہ غم مجھے ہلاک کر دیتا .... ایک زمانہ گزر گیا کہ میرے پنجوقت کی یہی دعائیں ہیں کہ خدا ان لوگوں کو آنکھ بخشے اور وہ اسکی وحدانیت پر ایمان لاویں اور اس کے رسول کی شناخت کرلیں " [1]

نیز پیشگوئی فرمائی کہ :۔

" مسیح موعود کے وجود کی علّتِ غائی احادیثِ نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ .... صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دے گا۔ .... ضرور صلیبی مذہب کی بنیاد گرے گی اور اس کا گرنا نہایت ہولناک ہوگا " [2]

---

[1] " تبلیغِ رسالت " جلد ۷ صہ ۷۱ - ۷۲

[2] " کتاب البریّہ " (حاشیہ صہ ۲۶۲ - ۲۶۳)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے صلیب کے پرستاروں کو للکارا اور اس شان سے دلائل و براہین کی رُو سے ان پر حجت تمام کی کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے بقول

" عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑ گئے جو سلطنت کے زیر سایہ ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اسکی جان تھا اور عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا " [1]

اور مولانا نور محمد صاحب نقشبندی چشتی مالک اصح المطابع دہلی کے الفاظ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پیش فرمودہ نظریہ وفات مسیح کے نتیجہ میں

" ہندوستان سے لیکر ولایت تک کے پادریوں کو شکست ہوئی " [2]

پادریوں نے اس شکستِ فاش کا انتقام لینے اور مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسانے کیلئے اس پہلو پر زور دینا شروع کیا کہ مرزا صاحب کو کاذب سمجھنے میں ہم سب عیسائی مسلمانوں کے ساتھ متفق ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کے لئے چشم براہ ہیں۔

چنانچہ ۱۹۰۷ء میں مشہور پادری اکبر مسیح نے اسی بناء پر اپنی کتاب " منارۃ البیضاء" صـ ۲-۳ میں مسلمانوں کو دعوتِ اتحاد دی جس کے بعد مسیحی مصنفوں نے احمدیت کے خلاف اعتراضوں کو پھیلانے کیلئے باقاعدہ

---

[1] اخبار "وکیل" امرتسر جون ۱۹۰۸ء [2] دیباچہ برترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی

مہم شروع کی اور ان علماء کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا جانے لگا جن کی کتب سے یہ اعتراضات جمع کیے گئے تھے۔ اس دعویٰ کا واضح ثبوت جناب سموئیل احمد حسن کی کتاب " تخصیص " اور پادری کے ایل ناصر کی " حقیقتِ مرزا " ہے۔ مؤخر الذکر کتاب کے شروع میں انتساب کے زیرِ عنوان لکھا ہے کہ

" میں اس مجموعہ کو مندرجہ ذیل علمائے کرام کے نام سے منسوب کرتا ہوں جنہوں نے مرزائیت کی حقیقت کو بے نقاب کر کے ہندو پاکستان میں مسیحیوں اور مسلمانوں کی ناقابلِ فراموش خدمات سرانجام دی ہیں "

اس کے بعد عیسائی مؤلف نے جن ممتاز اور "محسن" علماء کا نام شاملِ فہرست کیا ہے ان میں جناب مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری پروفیسر الیاس برنی صاحب اور مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی جیسی شخصیات بھی شامل ہیں۔

مسیحی ہائی کمان کی اس پالیسی کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ پچھلے چند سالوں سے جہاں کانگرسی علماء کی طرف سے احمدیوں کے خلاف جارحانہ سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے وہاں یہ مسیحی پراپیگنڈہ بھی پاکستان میں بہت زور پکڑ چکا ہے کہ :-

۱۔ حضرت عیسیٰ ...... رسول گر تھے [۱]

---

[۱] " مسیح کی شان " صفحہ ۱۹-۳۳ ایف ایم نجم الدین صاحب اخوت انڈیا سیہ پنجاب بار ششم اپریل ۱۹۸۰ء۔

- ع "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" [۱]
- "مسیح خداوند کلمۃ اللہ وجہ تخلیقِ کائنات ہے" [۲]
- "گنہگاروں کا واحد نجات دہندہ ہے جس طرح خدا باپ آسمان پر زندہ ہے اسی طرح خدا کا اکلوتا بیٹا آسمان پر زندہ ہے" [۳]

اس ضمن میں یہ حقیقت بھی کھل سامنے آچکی ہے کہ عیسائیت اب صیہونیت کے تابع رہ کر بطور صیہونی ایجنٹ خدمات بجا لا رہی ہے [۴]

حد یہ ہے کہ حال ہی میں پاکستان کی ایک مذہبی درسگاہ سے "لمحہ فکریہ" کے زیرِ عنوان ایک پمفلٹ میں اپنے مسیحی بھائیوں کو پُرزور تحریک کی گئی ہے کہ

"تم تو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے آئے ہو۔ آؤ ہمارے ساتھ اُن کے (یعنی احمدیوں کے (ناقل) خلاف جہاد کرو" [۵]

حالانکہ فرمانِ الٰہی ہے کہ "جو شخص یہود و نصاریٰ کو اپنا رفیق بناتا ہے وہ انہیں میں شمار ہوگا" (المائدۃ : ۵۱)

ایک اور "دینی ادارہ [۶]" کا یہ "تازہ کارنامہ" ہے کہ اس نے ایک مستشرق مارٹن لنگز (MARTIN LINGS) کی کتاب محمدؐ (MOHAMMED)

۱؎ "مسیح کی شان" صفحہ ۱۹-۳۲ ایف ایم نجم الدین صاحب اخوت اندریاسیہ پنجاب بار ششم اپریل ۱۹۸۰ء

۲؎، ۳؎ "ازلی محبوب خدا" صفحہ ۹-۱۶ پادری اے برکت خان رکن بشارتی کمیٹی سیالکوٹ ۱۹۸۳ء

۴؎ "اسلام کے خلاف خفیہ صیہونی سازش" صفحہ ۳۵ (ڈاکٹر محمد محی الدین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ صدر مؤتمر عالم اسلامی سرگودھا مئی ۱۹۸۴ء ۵؎ ناشر مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جامع مسجد گنبد والی جہلم شہر ۶؎ "سہیل اکیڈمی لاہور"

شائع کی ہے جس کے صفحہ ۲۱۲ - ۲۱۳ پر نہایت بے شرمی سے معصوموں کے بادشاہ، شفیع المذنبین، تاج المرسلین، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس پر شرمناک بہتان تراشا گیا ہے۔ اس کے صفحہ ۲۰۰ پر یہ افترائے عظیم کیا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کے دوسرے بت توڑ ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کے بتوں کو توڑنے کی بجائے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

یہ کتاب ۱۹۸۳ء کی قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد کے انگریزی مقابلوں میں اوّل قرار پائی تھی اور مصنف کو اس پر پانچ ہزار پاؤنڈ کا انعام پیش کیا گیا تھا۔[۱]

اس ہولناک صورتِ حال کا دوسرا پہلو اور بھی زیادہ تشویشناک ہے اور وہ یہ کہ کینیڈا کے مشہور کرسچن جریدہ "پراسپکٹر" (PROS-PECTOR) کے شمارہ اکتوبر ۱۹۵۸ء کی رپورٹ کے مطابق تقسیم ہند (اگست ۱۹۴۷ء) کے وقت پورے پاکستان میں عیسائی آبادی صرف اسّی ہزار پر مشتمل تھی مگر پاکستان نیشنل کرسچن لیگ کے صدر نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں یہ بیان دیکر پاکستان کے عوام کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ اب جدید پاکستان میں مسیحی اقلیت کی تعداد ساٹھ لاکھ تک جا پہنچی ہے۔ انہوں نے

---

[۱] جناب پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے اس زہریلی کتاب کا نوٹس لینے اور اس پر پابندی لگانے کا مطالبہ فرمایا (جنگ لاہور ۳ر نومبر ۱۹۸۴ء صہ ۲)

انتباہ کیا کہ :-

" اگر ملکی سالمیت کے تحفظ کیلئے قادیانی اقلیتی فرقہ کی کڑی نگرانی نہ کی گئی اور ..... ساٹھ لاکھ بھاری محب وطن اہل کتاب مسیحی اقلیت کے حقوق و مفادات کا تحفظ نہ کیا گیا تو ملک کی بنیادیں ہل جائیں گی اور قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کے پاداش میں پاکستان کی مسلم اکثریت کو اپنی خوش فہمی کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا " [1]

اس مسیحی راہنما نے دنیا کی تمام عیسائی حکومتوں کے سربراہوں سے بھی اپیل کی کہ :-

" مرزائیوں کے توہین آمیز لٹریچر کو فوراً ضبط کرلیں " [2]

؎ رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبرؔ نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

مشترکہ محاذ اور متحدہ مخالفت کی یہ وہ فضا ہے جس نے عقائدِ احمدیت کے خلاف بہت سے اعتراضات کو جنم دیا۔ جن کی بازگشت آج مختلف حلقوں میں سنائی دیتی ہے۔

شام کے مشہور عالم اور نامور محقق ڈاکٹر مصطفٰے سباعی " المستشرقون والاسلام " میں یورپین مستشرقین اور پادریوں

---

[1] روزنامہ " امن " کراچی ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء صٓ بحوالہ " دامِ تثلیث " صٓ از جناب سعید بن وحید بی۔ اے۔ علیگ کراچی ۔ [2] روزنامہ " امن " کراچی ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء صٓ بحوالہ " دامِ تثلیث " صٓ از جناب سعید بن وحید بی۔ اے علیگ کراچی ۔

کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا کر مجروح کیا جائے اسکی حسین و معصوم تصویر کو بگاڑا جائے اس کے حقائق میں تحریف ہو۔ بھولے بھالے عوام انکی دینی بزرگی اور قیادت کے آگے سر ٹیک دیں" ؎

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تحریکِ احمدیت پر تنقید کے پیچھے بھی بالکل یہی ذہنیت کارفرما ہے ۔

بہرحال اب میں نمونۃً بعض اعتراضوں کے مختصر جوابات عرض کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم جلشانہٗ میرے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنی جناب سے برکت بخشے اور ان تمام تاثیرات سے معمور فرما دے جو آسمانی صداقتوں کیلئے ازل سے مقدر ہیں ۔ آمین ۔

ے ہم تہی دست تیرے در پہ چلے آئے ہیں
لطف سے اپنے عطا کر یدِ بیضا ہم کو

پہلا اعتراض :-

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کی معاذ اللہ بے ادبی کی ہے ۔

جواب :- یہ ایک بے بنیاد الزام ہے جو محض عیسائی دنیا

؎ " اسلام اور مستشرقین" صہ ۳۱ - ۳۲ (ادارہ اسلامیات ۱۹۰ - انارکلی لاہور)

کی خوشنودی کیلئے تراشا گیا ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"ہم اس بات کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور انکی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں جو انکی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو" [۱]

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ حضرت اقدس نے موجودہ اناجیل کی رُو سے پادریوں کے خیالی اور مزعومہ خداوند مسیح کا قولٹو پیش کیا ہے تو اسکی تمام تر ذمّہ داری انیسویں صدی کے پادریوں پر عائد ہوتی ہے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:۔

"ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کوئی کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر واضح کریں۔" [۲]

نیز فرمایا:۔

"ھٰذَا مَا کَتَبْنَا مِنَ الْاَنَاجِیْلِ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِلْزَامِ وَاِنَّا نُکْرِمُ الْمَسِیْحَ وَنَعْلَمُ اَنَّہٗ کَانَ تَقِیًّا وَّمِنَ الْاَنْبِیَاءِ الْکِرَامِ" [۳]

---

[۱] "ایام صلح" سرورق صہ ۲ [۲] ضمیمہ "انجام آتھم" حاشیہ صہ ۹ [۳] ملاحظہ ہو آپکی تصنیف "ترغیب المومنین" صہ ۱۹ حاشیہ

ترجمہ :- ہم نے یہ سب باتیں از روئے انجیل الزامی جواب کے رنگ میں لکھی ہیں ورنہ ہم تو حضرت مسیح کی عزّت کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آپ پارسا اور برگزیدہ نبیوں میں سے تھے۔

ہر عاشقِ رسول کے نزدیک ان الزامی جوابات کو جہاد باللسان کا درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتنۂ تثلیث کی سرکوبی کیلئے حضرت مولوی آلِ حسن صاحب رح[1]، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی[2]، حضرت مولانا رحمت اللہ دکیرانوی، قریشی عثمانی دہلوی[3]، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی[4] بانی دارالعلوم دیوبند اور مناظرِ اسلام حضرت حافظ ولی اللہ صاحب لاہوری[5] رحمھم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر بزرگوں نے اس کا استعمال ضروری سمجھا اور اسی سے ثابت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جری اور غیوّر فرزندِ جلیل بھی تھے اور اپنے دَور کے مجاہد اعظم بھی۔

---

[1] استفسار" صفحہ ۱۰۷، ۱۳۳، ۳۳۶، ۳۳۹، ۳۴۹، ۴۱۶، ۴۱۷،

[2] رودِ کوثر صفحہ ۵۶۷-۵۶۸ (شیخ محمد اکرم ایم اے مؤرخ پاکستان)

[3] "ازالۃ الاوہام" فارسی صفحہ ۳۵-۳۷۰ (از مولانا رحمت اللہ) "اظہار الحق" فارسی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ (از مولانا رحمت اللہ مطبوعہ ترکی ۱۳۰۵ھ) [4] "ہدیۃ الشیعہ" صفحہ ۲۴۴-۲۴۵ (از حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح) [5] مباحثہ دینی مع تکملہ (حضرت حافظ ولی اللہ اور پادری عماد الدین کا مباحثہ امرتسر ۴ مارچ ۱۸۶۷ء مطبع مصطفائی لاہور ۱۸۶۷ء)

دوسرا اعتراض :-

" احادیثِ نبوی سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا دوبارہ نزول نبی مقرر ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا نہ ان پر وحی ہوگی "[1]

جواب :- خدا کے مقدس نبی ہرگز عہدہ نبوت سے معزول نہیں ہو سکتے اور حضرت مسیح ابنِ مریم کے لیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلم شریف کتاب الفتن میں) چار مرتبہ نبی اللہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور پیشگوئی فرمائی ہے کہ آپ پر وحی بھی نازل ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید نے قیامت تک کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ بیان سورۃ مریم رکوع ۲ میں ریکارڈ کر دیا ہے کہ :-

" وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ہ وَّجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ "

ترجمہ :- میں جہاں کہیں بھی ہوں اللہ نے مجھے نبی اور بابرکت بنایا ہے۔

الغرض عقل، حدیث اور قرآن کی آسمانی روشنی کے سامنے یہ تاریک خیال ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اب اس سوال کا جواب دوسروں کے ذمہ ہے کہ اگر یہودی امت کے مسیح نبی اللہ ہی دوبارہ تشریف لائے

---

[1] " اسلام کے خلاف صیہونی خفیہ سازش " صہ ۴۲ ڈاکٹر محی الدین قاضی پی ایچ ڈی امریکہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ صدر موتمر عالم اسلامی سرگودھا پاکستان مئی ۱۹۸۴ء

تو "غیر مشروط آخری نبی" کون ہوگا [1]

تیسرا اعتراض :- نبی کے آنے سے امت بھی بدل جاتی ہے لہذا احمدی ایک مستقل اور جداگانہ امّت ہیں اور ان کا دوسروں کو کافر کہنا بھی اسی وجہ سے ہے ۔

جواب :- اعتراض ایک ہے مگر مغالطے تین ہیں ۔

اوّل :- امّت صرف نئی شریعت کے ظہور سے بدلتی ہے ورنہ نبیوں کی طرح امتوں کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوگی ۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت شعیبؑ تک جن انبیاء کا ذکر ہے ان میں سے کوئی بھی کسی نئی امّت کا بانی نہیں تھا ۔ حضرت موسیٰؑ ایک شارع نبی تھے اسی لئے ان کے ذریعہ ایک جدید امت کا قیام ہوا لیکن نہ صرف آپ کے ہم عصر نبی حضرت ہارونؑ آپکی امّت میں شامل تھے بلکہ سورۃ المائدہ آیت ۴۵ کے مطابق حضرت موسیٰؑ کے بعد بھی متعدد ایسے نبی ہوئے جو تورات کے کے تابع فرمان تھے ۔

دوم :- محدثِ امت حضرت امام علی القاریؒ شارح مشکوۃ کے نزدیک آیت خاتم النبیین کے معنی ہی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ایک دیوبندی عالم فرماتے ہیں کہ "کیا اب دوبارہ حضرت عیسیٰؑ امام الانبیاء کے امتی بن کر آئیں گے یا اپنے کام رسالت کو سرانجام دینے آئیں گے - اگر وہ امام الانبیاء کے امتی بن کر آئیں گے تو پہلا کام ادھورا رہ گیا ..... اور اگر اس کو پورا کریں گے تو ختم نبوت کا انکار لازم آیا "
مناظرہ جھنگ صد ۲۳ ، مکتبہ فریدیہ ساہیوال) روداد مناظرہ منعقدہ ۲۷ اگست ۱۹۷۹ء ۔

کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کے دین کو منسوخ کرے۔۔ یا
کا امتی نہ ہو۔[1]

اور یہ حقیقت سورج کی طرح بالکل واضح اور نمایاں ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ "نبی" کا نہیں " امتی نبی" کا ہے اور آپ کا عقیدہ ہے کہ :۔

" نوعِ انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم "[2]

آپ کا مشہور شعر ہے کہ :۔

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب[3]

اس روشن کتاب قرآن سے ایک قدم بھی دور رہنا ہمارے نزدیک کفر و زیاں اور ہلاکت ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتے ہیں :۔

اقتدائے قولِ اُو در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست[4]

---

[1] موضوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹ مطبع مجتبائی ۱۳۱۵ھ

[2] "کشتی نوح" صفحہ ۱۴

[3-4] "سراج منیر"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کی پیروی ہماری فطرت میں ہے آنحضورؐ کے ہر ایک فرمان پر ہمارا پورا پورا ایمان ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اس عقیدہ و مسلک کے باوجود اگر ایک الگ اور مستقل امت کا بانی قرار دیا جائے تو اس کے منطقی نتیجہ کے طور پر ماننا پڑیگا کہ اس زمانہ میں ملّتِ اسلامیہ کا فرد صرف وہی ہے جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے برعکس نظریہ رکھے اور قرآن و سنّت کا باغی ہو؟

دوستو اک نظر خدا کیلئے
سید الخلق مصطفٰے کے لئے

سوم :۔ حدیث نبوی ہے :۔ فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ رَأْسِهِ " کہ جو شخص ایک بالشت بھر بھی الجماعت سے خروج کرتا ہے وہ اپنے سر سے اسلام کا رسّہ اتار پھینکتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث اپنی مسند میں درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا تو کسی شخص نے دریافت کیا کہ خواہ وہ نماز روزہ کا بھی پابند ہو؟ فرمایا خواہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے لیکن ساتھ ہی یہ ہدایت فرمائی :۔

وَلٰكِنْ تَسَمَّوْا بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِي سَمَّاكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ " [۱]

فرمایا لیکن تم انہیں اسی نام سے یاد کرو جس سے اللہ نے تم کو موسوم کیا ہے

---

[۱] مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صـ ۳۴۴

یعنی اللہ تعالیٰ کے مسلم و مومن بندے۔

حضرت مسیح موعود کا لٹریچر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک کی عکاسی کرتا ہے۔ آپ کی کتابوں میں اُن تمام مسلمانوں کو جو جماعت احمدیہ میں شامل نہیں مسلمان کہہ کر ہی خطاب کیا گیا ہے۔ اور امتی نبی کی حیثیت سے آپکو یہی ربّانی حکم ملا ہے چنانچہ آپکو الہام ہوا

۱۔ ع "مسلماں را مسلماں باز کردند" [۱]

۲۔ "رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ" [۲]

۳۔ "سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ" [۳]

حضرت بانی سلسلہ کو خدا اور مصطفیٰ کے ان ارشادات کی تعمیل کے "جرم" میں بیگانوں نے آپ کو تختہ دار پر لٹکا دینے کا منصوبہ باندھا اور اپنوں نے "فتاوٰی تکفیر" سے استقبال فرمایا۔

ے کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

۱۔ حقیقۃ الوحی صـ۱۰۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء

۲۔ براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ حاشیہ درحاشیہ ۱۳ مطبوعہ ۱۸۸۲ء

۳۔ البدر والحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء۔

چوتھا اعتراض :-

احمدیوں کا کلمہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ احمد رسول اللّٰہ"[1] ہے اور جب وہ محمد رسول اللّٰہ پڑھتے ہیں تو اس سے انکی مراد مرزا صاحب کا وجود ہوتا ہے[2]۔ قادیانی فرقہ نے کلمہ طیبہ کے ساتھ " ان عبدک المسیح الموعود کا اضافہ کر دیا ہے[3]

جواب :- قطع نظر اس کے کہ یہ عجیب و غریب اعتراض متعدد تضادات کا ملغوبہ ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر احمدیوں کا کلمہ واقعی جدا یا اضافہ شدہ ہے تو اسے مٹانے کی ہمارے محسن اور کرم فرماؤں کو ضرورت کیوں پیش آئی ؟

اس طرح یہ دعویٰ کہ حضرت بانی سلسلہ یا جماعت احمدیہ کے نزدیک کلمہ طیبہ میں " محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مراد نعوذ باللہ مرزا صاحب کی ذات ہے یہ محض ایک مفروضہ ہے جسکا مقصد دنیا کے ایک کروڑ کلمہ گو اور زخم رسیدہ احمدیوں کی نمک پاشی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ؟

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

" جتنے نبی اُس نے بھیجے۔ انکی خدمت یہی تھی کہ لا الٰہ الا اللّٰہ کا مضمون زمین میں چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے۔ ان سب

---

[1] اشتہار شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت

[2] اخبار " جنگ " لاہور ۹ نومبر ۱۹۸۴ء کالم ۴

[3] - " فرقے اور مسالک " صـ ۲۹۳ از بلال زبیری ناشر ادبی اکادمی جھنگ صدر اگست ۱۹۷۳ء

میں بڑا وہ ہے جس نے اس مضمون کو بہت چمکایا جس نے پہلے الہٰوں کی کمزوری ثابت کی اور علم اور طاقت کی رو سے اُن کا ہیچ ہونا ثابت کیا اور جب سب کچھ ثابت کر چکا تو پھر اس فتح نمایاں کی ہمیشہ کیلئے یادگار چھوڑ دی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس نے صرف بے ثبوت دعوٰی کے طور پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نہیں کہا بلکہ اُس نے پہلے ثبوت دیکر اور باطل کا بطلان دکھا کر پھر لوگوں کو اس طرف توجہ دی کہ دیکھو اُس خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں جس نے تمہاری تمام قوتیں توڑ دیں اور تمام شیخیاں نابود کردیں۔ سو اس ثابت شدہ بات کو یاد دلانے کیلئے ہمیشہ کیلئے یہ مبارک کلمہ سکھلایا کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1]

پس یہ مبارک کلمہ دنیا بھر کے احمدیوں کے دل پر نقش ہے اور انکی روح اور جان ہے۔ عرب و عجم اور مشرق و مغرب کا ہر۔ احمدی آرول سے چیرا جانا تو گوارا کر سکتا ہے مگر اس مقدس کلمہ کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا اور نہ مندرجہ ذیل جعلی اور خود ساختہ کلموں پر ایمان لا سکتا ہے۔

---

[1] "مسیح ہندوستان میں" صـ ۵۵

۱۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ چشتی رَسُوْل اللّٰہ"[۱]

۲۔ "لَا اِلٰہَ مَنْ کَانَ اِلَّا اللّٰہ تن کانَ"[۲]

۳۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نورِ پاک محمد مہدی رسول اللّٰہ"[۳]

۴۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ انگریز رَسُوْل اللّٰہ"[۴]

پانچواں اعتراض:۔ مرزا صاحب نے قادیان کی سرزمین کو مکّہ کی سرزمین کے مساوی قرار دیا "اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ قرار دیا"[۵]۔ انہوں نے صاحبزادہ عبداللطیف کو قادیان بھیجا کہ وہ حج کرے[۶]۔ اپنے دعویٰ کے مطابق وہ نبی اکرم کے برابر تھے[۷]۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ان پر تین لاکھ آیات کی وحی اتری جن میں سے پچاس ہزار مختلف ذرائع سے روپیہ حاصل کرنے سے متعلق تھیں[۸]۔

جواب:۔ کتاب اللہ کی آسمانی عدالت کا صریح حکم ہے کہ

---

[۱] حسنات العارفین صـ۳۴ (شہزادہ محمد دارا شکوہ قادریؒ) ناشر منزل نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور

[۲] "حق نمائے اردو ترجمہ نور الہدیٰ" تصنیف حضرت سلطان باہوؒ حاشیہ مترجم نور محمد سروری صـ۱۲۳ طبع پنجم ۱۹۷۵ء۔

[۳] "ذکری مذہب" صـ۶۸ (مولانا عبدالمجید قصر قندی) ناشر تنظیم اصلاح المسلمین مرتب مکران بلوچستان ۱۹۷۸ء

[۴] رسالہ "سلسبیل" لاہور نومبر ۱۹۷۶ء صـ۳۰

[۵، ۶، ۷، ۸] اخبار جنگ ۷ نومبر ۱۹۸۴ء صـ۴

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ
عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى

اے مومنو! کسی گروہ کی مخالفت تمکو اسبات پر آمادہ نہ کردے کہ تم بے انصافی پر اتر آؤ۔ عدل و انصاف پر قائم رہو کہ یہی قرین تقوی ہے۔

اس فرمانِ شاہی کا کم از کم تقاضا یہ ہے کہ کسی تحریک یا مسلک کے خلاف قلم اٹھانے سے قبل اس کے لٹریچر کا براہِ راست مطالعہ کیا جائے مگر جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے عملاً اسکی تحقیق کا نقطہ معراج یہ سمجھا جارہا ہے کہ پروفیسر الیاس برنی صاحب کی کتاب "قادیانی مذہب[1]" پر اندھا دھند ایمان لایا جائے جس کے متعلق برصغیر کے بعض چوٹی کے مبصرین اور ناقدین کی یہ بے لاگ رائے ہے کہ۔

"جس حد تک بانی احمدیت کی زندگی و تعلیم احمدیت کا تعلق ہے وہ تلبیس و کتمانِ حقیقت کا سوا کچھ نہیں" [2]

اور ملک محمد جعفر خان مصنف کتاب " احمدیہ تحریک " بیان ہے

" مجھے سب سے زیادہ مایوسی پروفیسر الیاس برنی صاحب کی کتاب "قادیانی مذہب" کے مطالعہ سے ہوئی۔ کئی لوگوں سے

---

[1] اس کتاب کا بصیرت افروز اور محققانہ جواب "بشارت احمد" اور" تصدیق احمدیت" کی صورت میں سید بشارت احمد صاحب وکیل حیدر آباد کے قلم سے مدت ہوئی چھپ چکا ہے

[2] ملاحظاتِ نیاز فتح پوری ص۱۱۷ (مرتبہ مولانا محمد اجمل شاہد ایم اے)

میں نے اس کتاب کی تعریف سنی تھی پھر مصنّف کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ مولوی نہیں ہیں بلکہ کالج کے پروفیسر ہیں اور وہ بھی اقتصادیات کے۔ اس سے مجھے خیال پیدا ہوا کہ انہوں نے مولویوں کے طرز تحریر سے مختلف انداز اختیار کیا ہوگا اور متنازعہ امور پر مدلّل اور سائنٹفک طریق پر بحث کی ہوگی۔ لیکن کتاب پڑھنے سے یہ خیال غلط نکلا.... کتاب کے محاسن میں سب سے بڑی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ مصنّف نے اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے۔

بے شک یہ دعویٰ درست ہے پروفیسر صاحب نے صرف کہیں کہیں مختصر سی تنقید کی ہے ...... لیکن مصنف کے یہ چند جملے اور ابواب اور پیروں کے عنوان دلآزاری کے کامیاب نمونے ہیں۔ بہ حیثیت مجموعی یہ کتاب کسی قابلِ تعریف مقصد کو حاصل نہیں کرتی اور نہ یہ کسی ایسے مقصد کیلئے لکھی گئی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ کتاب ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ بنیادی متنازعہ امور کی نسبت فیصلہ کیا درست ہے یا کم از کم اس تک پہنچنے کیلئے صحیح اندازِ فکر اور استدلال کیا ہے"[1]

اب واضح ہو کہ متذکرہ بالا اعتراض کے تمام اجزاء (بلکہ کئی اور اعتراضات بھی جنکا ذکر آگے آرہا ہے) اسی دلآزار کتاب سے لئے گئے ہیں

---

[1] "احمدیہ تحریک" صفحہ ۱۳-۱۴ ناشر سندھ ساگر اکادمی لاہور ۱۹۵۸ء

جسکی غرض و غایت "تلبیس و کتمانِ حقیقت" کے سوا کچھ نہیں۔
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے جھوٹ گھڑے گئے ہیں جنکا بوجھ اگر ہمالیہ کی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر پڑتا تو وہ بھی زمین میں دھنس جاتی۔ حضرت مسیح موعود جیسے بیمثال عاشقِ رسول پر یہ الزام بھی اسی قبیل سے ہے کہ معاذاللہ آپ نے قادیان کو مکّہ کے مساوی قرار دیا ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ آپ ایک عربی قصیدہ میں اس مقدس ترین بستی کا ذکر کس والہانہ انداز میں فرماتے ہیں:-

" شَمْسُ الْهُدٰی طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَکَّةَ
عَیْنُ النَّدٰی نَبَعَتْ لَنَا بِحِرَاءِ
ضَاهَتْ اَیَاةُ الشَّمْسِ بَعْضَ ضِیَاءِهٖ
فَاِذَا رَاَیْتُ فَهَاجَ مِنْهُ بُکَائِیْ " [۱]

ترجمہ:- آفتابِ ہدایت ہمارے لیے مکّہ سے طلوع ہوا اور چشمہ سخاوت ہمارے لئے غارِ حرا سے پھوٹا۔ مادی آفتاب کی شعاع اس کے بعض نور سے کچھ ہی مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن اس آفتاب کے نورِ انوار کو جب میں دیکھتا ہوں تو زار و قطار رونے لگتا ہوں
اس میں کلام نہیں کہ آپ کے ایک شعر میں قادیان کو ہجومِ خلق کے باعث ارضِ حرم کہا گیا ہے۔ مگر ذوقِ سخن رکھنے والے بزرگ بخوبی جانتے

---

[۱] "انجام آتھم"۔ درثمین عربی مترجم صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ کتاب گھر قادیان ۱۹۲۴ء

ہیں۔ کہ حرم کا لفظ عربی اور اردو زبان میں محترم، پاک اور مقدس چیز کے لئے مستعمل ہے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بھی حرم کہا جاتا ہے[1]

مسجد حضرت داتا گنج بخش لاہور کے دروازہ پر علامہ اقبال کا یہ قطعہ تاریخ آج تک کندہ ہے

سال بنائے حرم مومناں
خواہ ز جبریل وز ہاتف مجو
چشم بہ "المسجد الاقصیٰ" فگن
"الّذی بارکہ" ہم بگو[2]

اقبال یہ بھی فرماتے ہیں:۔

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے۔
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم ہے۔[3]

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرمایا کرتے تھے:۔

"یہ فقیر جہاں رہے گا وہیں مکہ اور مدینہ اور روضہ ہے۔"[4]

حضرت مسیح موعود کے نزدیک اصطلاحی حج کا مقام خدا تعالیٰ نے ازل سے ابد تک خانہ کعبہ اور مکہ کو مقرر فرمایا ہے۔ حضرت

---

[1] المعجم الاعظمی۔ فرہنگ آصفیہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔ [2] "باقیاتِ اقبال" صفحہ ۴۹۵ ناشر آئینۂ ادب چوک مینارہ انارکلی لاہور طبع دوم ۱۹۶۶ء لاہور [3] باقیات اقبال صفحہ ۳۳۸ [4] "خیر الافادات" (ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی) ناشر ادارہ اسلامیات لاہور (اشاعت اگست ۱۹۸۲ء)

خلیفۃ المسیح الاوّل رحؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ اور دوسرے اکابر جماعت نے خدا کے اسی پہلے اور مقدس گھر کا حج کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ کی کتاب "تعمیر بیت اللہ کے تیئس مقاصد" اس سلسلہ میں شاہکار ہے۔ پس حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو اصطلاحی حج کے لئے قادیان بھجوانے کا افسانہ محض ذہنی اختراع ہے۔ البتہ یہ مسلّمہ حقیقت ہے جس سے کوئی محقّق و عارف انکار نہیں کر سکتا کہ صوفیاء صدیوں سے زیارتِ بزرگانِ دین کو لفظ حج سے ہی تعبیر کرتے آرہے ہیں مثلاً :-

حضرت غوث اعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحؒ قطب ربّانی محبوبِ سبحانی قدس سرّہٗ "الفتح الربّانی" کی تنتالیسویں مجلس میں فرماتے ہیں :-

"جاہل پہلے میرا حج کر پھر بیت اللہ کا حج کر

میں کعبہ کا دروازہ ہوں میرے پاس آ"

سلطان المشائخ، پیشوائے شریعت و طریقت، حضرت ابوالحسن خرقانی رحؒ کا ارشاد ہے کہ :-

"ایک مومن کی زیارت کرنے کا ثواب ستّر مقبول حجوں میں نہ پاؤ گے"۔ [1]

---

[1] ظہیر الاصفیاء ترجمہ اردو تذکرۃ اولیاء، صفحہ ۵۰۱ ناشر حاجی چراغ الدین۔ سراج الدین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور ۱۹۱۷ء

مشہور کتاب "تذکرۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ ایک سید تھے جن کو ناصری کہتے تھے۔ اِن کا ارادہ حج کا ہوا۔ جب بغداد پہنچے تو حضرت جنید بغدادی کی زیارت کو گئے۔ آپ کی عارفانہ باتوں کو سن کر رونے لگے اور عرض کیا میرا حج یہیں ہے مجھے خدا کی راہ بتا دیجئے۔

حضرت جنید نے فرمایا تمہارا یہ سینہ خدا کا حرم خاص ہے۔ کسی نامحرم کو جگہ نہ دو۔ [1]

ایک بزرگ مشہور تابعی اور صوفی مرتاض حضرت ابو حازم مکیؒ کی خدمت میں حج کا عزم کر کے پہنچے۔ دیکھا کہ آپ سو رہے ہیں۔ بیدار ہوئے تو فرمایا اس وقت مَیں نے پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ حضورؐ نے مجھے تمہیں یہ پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے کہ اپنی ماں کے حق کا خیال کرو تمہارے لئے یہ حج کرنے سے بہتر ہے۔ لوٹ جاؤ اور اُن کے دل کی رضا طلب کرو۔ چنانچہ وہ حج کرنے کی بجائے واپس لوٹ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"مَنْ قَضٰى لِأَخِيْهِ الْمُسْلِمِ حَاجَةً كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ كَمَنْ حَجَّ" [2]

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اُسے حج کا ثواب ملتا ہے۔

---

[1] ایضاً صفحہ ۳۳۸ [2] جامع الصغیر للسیوطیؒ جلد ۲ صفحہ ۱۷۸

اب رہ گیا اعتراض کا یہ آخری جز کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ ان پر تین لاکھ آیات کی وحی اتری جن میں سے پچاس ہزار مختلف ذرائع سے روپیہ حاصل کرنے سے متعلق تھیں۔ سو ایسی کوئی عبارت سرے سے آپ کی کتب میں پائی ہی نہیں جاتی۔ ہاں "حقیقۃالوحی" صفحہ ۳۳۲ پر یہ ضرور لکھا ہے کہ "خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا جو چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔" اس عبارت پر شرعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں "یَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" کی قرآنی صداقت کے بار بار ظہور کا تذکرہ ہے۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ جو اذہان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو علم غیب کا یہ معجزہ دیا گیا تھا کہ آپ لوگوں کو بتا دیتے تھے کہ وہ کیا کھا چکا ہے؟ کل کیا کھائے گا؟ اور کیا سٹور کرے گا؟ [1] انہیں تو حضرت بانی سلسلہ کے غیبی نشانات کو تختۂ مشق بنانا زیب نہیں دیتا۔

چھٹا اعتراض

_____ شریعت نے چودہ سو

---

[1] حاشیہ قرآن از مولانا سید نعیم الدین صاحب و مولٰنا سید مقبول احمد صاحب دہلوی

(زیر آیت آل عمران: ۵۰)

سال قبل نبی اور رسول کا لفظ اصطلاحی معنی میں پیغمبر کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ اس لئے اب لغوی معنی میں بھی اس کا استعمال جائز نہیں۔ وضع اصطلاح کے بعد لغوی معنی متروک ہو جاتے ہیں اور متوازی نہیں چل سکتے۔

جواب یہ ایک نہایت اہم اور بنیادی اعتراض ہے مگر چونکہ میرے مدنظر تنقید نہیں بلکہ خالصتہً تحقیق ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ اس کا جواب دینے کی بجائے میں چودہ سو سالہ دینی لٹریچر سے چند حقائق پیش کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑ دوں۔

سہ ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اس پہ قرباں ہے

نبی ——— ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی نسبت (آیت خاتم النبیین کے نزول کے تین سال بعد) ارشاد فرمایا:۔

"اما وَاللہ اِنَّہٗ لنبیٌّ ابْنُ نبیٍّ" [۱]

خدا کی قسم! یہ نبی اور نبی کا بیٹا ہے۔

۲۔ فرقہ امامیہ کی تفسیر قمی میں ہے۔ "ھٰذَا النَّبِیُّ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ" [۲]

---

[۱] "الفتاوی الحدیثیہ"، صفحہ ۱۷۶، تالیف "خاتمۃ الفقہاء والمحدثین" الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الہیثمی المکی رح وفات ۹۷۴ھ

[۲] جلد ۲ صفحہ ۲۸۱-۲۸۵

یہ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام) اہل کوفہ کے نبی ہیں۔

۳۔ حضرت اکرم صابری "اقتباس الانوار" صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں کہ

چشتی نبی ھند ہیں

۴۔ حضرت شاہ فرید گنج شکر قطب عالم کا فرمان ہے:۔

ع مَن ولیم مَن علی و من نبی [1]

۵۔ پیر پیراں حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کا ارشاد مبارک ہے:۔

"اُوتِیَ الْاَنْبِیَاءُ اِسْمَ النبوّۃ وَاُوْتِیْنَا اللَّقَبَ وَیُسَمّٰی صَاحِبُ ھٰذَا الْمَقَامِ مِنْ اَنْبِیَاءِ الْاَوْلِیَاءِ" [2]

انبیا کو تو نبی کا نام دیا گیا ہے اور ہم امتی لقب نبوت پاتے ہیں۔ ...... یہ مقام رکھنے والا انسان انبیاء الاولیاء میں سے ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

ع کو نبیٔ وقت خویش است اے مرید [3]

اے مرید! پیر اپنے وقت کا نبی ہوتا ہے۔

۷۔ صدیوں قبل کے ایک عرب ادیب و فاضل کا شعری کلام:۔

---

[1] حقیقت گلزار صابری صفحہ ۳۹۲ از حضرت مخدوم زمن شاہ محمد حسن صاحب صابری چشتی

[2] "الیواقیت والجواہر" جلد ۲ صفحہ ۴۲-۴۴ از حضرت امام عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۶ھ

[3] مثنوی دفتر پنجم۔

فَقُلتُ لَہٗ اصح لدیك انی
نبیُّ العاشقین بلا محالٖ [1]

۸۔ شاعرِ مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے انیسویں سالانہ اجلاس (منعقدہ اپریل ۱۹۰۴ء) میں اکابر برّصغیر کے سامنے مولانا حالؔی کی نظم سنائی اور اس کے پڑھنے سے قبل فی البدیہہ یہ رباعی پڑھی۔

مشہور زمانے میں ہے نامِ حالی
معمورِ مئے حق سے ہے جامِ حالی
مَیں کشورِ شعر کا نبی ہوں گویا۔
نازل ہے میرے لب پہ کلامِ حالی [2]

۹۔ سعودی عرب کے مدارس میں نصابی کتاب "القرأۃ الاعدادیۃ" کا ایک شعر گاندھی سے متعلق:۔

نبیٌّ مثل کنفیوشس اَوْمِنْ ذٰلکَ العَھْدِ [3]

---

[1] "الروض النظر فی ترجمۃ ادباء العصر" الجزء الثانی صفحہ ۲۴۳ تالیف حضرت علامہ عصام الدین عثمان بن علی بن مراد العمری متوفی ۱۱۸۴ھ مطبع المجمع العلمی العراقی ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

[2] "باقیاتِ اقبال" صفحہ ۴۴، ناشر آئینۂ ادب چوک مینار انارکلی لاہور طبع دوم ۱۹۶۶ء

[3] اخبار "رضائے مصطفیٰ" ۱۵ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ صفحہ ۵

(گاندھی جی) کنفیوشس کی طرح نبی ہیں یا اس عہد سے ہیں۔

۱۰۔ روسی سائنسدان فنڈلیف "نبی" [۱]

۱۱۔ اخبار "الکویت" (۱۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء) میں جمال عبد الناصر صدر جمہوریہ مصر کی موت پر عربوں کے نامور شاعر نزار قبانی کا مرثیہ

قَتَلْنَاكَ ...... يَا آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ

قَتَلْنَاكَ ...... [۲]

اَے آخری نبی ہم نے تجھے قتل کر دیا بے شک ہم نے تجھے قتل کر ڈالا۔

(ماہنامہ "پیغام" کراچی نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۱ پر اقبال کو "آخری پیغمبر" کہا گیا ہے)

رسول

۱۲۔ سورۃ یوسف رکوع ۷ میں ہے۔

"قَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهٖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ"

مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کے الفاظ میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے "جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی۔ کہا لوٹ جا اپنے خاوند کے پاس"

---

[۱] رسالہ "کاروان سائنس" کراچی جلد ۲ شمارہ ۲ (دوسری سہ ماہی ۱۹۶۵ء)

[۲] بحوالہ رسالہ "چٹان" لاہور ۹ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵ (عکس "الکویت" مع ترجمہ)

۱۳ــــ دار الشوریٰ بیروت نے ۱۹۷۰ء میں کرنل قذافی صدر لیبیا کی سوانح پر " میر یلا بیانکو کی کتاب " القذافی رَسُوْلُ الصحراء " کے نام سے شائع کی

بیروت سے ہی ایک کتاب " محمد علی القائد الاعظم " شائع ہوئی جس کے صفحہ ۱۷ پر قائداعظم کو " رسول التوفیق والسلام " کے خطاب سے یاد کیا گیا یہ کتاب ۱۹۵۲ء میں شفیق نقاش کے قلم سے چھپی تھی۔

۱۴ــــ اخبار المنبر اکتوبر ۱۹۷۶ء میں جلالۃ الملک شاہ فیصل کو " الرّسول " کے لفظ سے یاد کیا گیا۔

۱۵ــــ ۱۹۵۶ء میں پنڈت جواہرلال نہرو وزیر اعظم ہندوستان سعودی عرب کے دورہ پر جدہ گئے تو ان کا سرکاری سطح پر " رسول السّلام " کے نعروں سے استقبال کیا گیا [۱]

امیر المومنین

۱۶ــــ مشہور مؤرّخ علامہ مسل بن برہان الدّین الحلبی (متوفّی ۱۰۴۴) سیرت الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ پر لکھتے ہیں

فَبَعَثَ علیھم عَبْدَ اللّٰہِ وَ سَمَّاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَھُوَ اَوَّلُ مَنْ تَسَمّٰی فِی الْاِسْلَامِ بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ثُمَّ بَعْدَہٗ

---

[۱] " الاعتصام " ۲۵ جنوری ۱۹۵۶ء صفحہ ۶-۷

عُمر ابن الخطاب"
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حجش کو لشکر کا سردار بناکر بھیجا اور انہیں "امیرالمومنین" کا نام دیا۔ پس اسلام میں امیرالمومنین کے نام سے اوّل نمبر پر حضرت عبداللہ بن حجش اور پھر حضرت عمر بن الخطاب موسوم ہوئے۔

[۱] مقدمہ ابن خلدون [۲] سے یہ حیرت انگیز انکشاف ہوتا ہے کہ عرب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امیر مکہ اور صحابہ کرام حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو امیرالمومنین کہتے تھے (اردو ترجمہ صفحہ ۲۵۸ ناشر نور محمد اصح المطابع کراچی)[۱]۔ قدیم محدثین میں سے حضرت امام[۲] مالک رحمہ اللہ، حضرت سفیان[۳] ثوری رحمہ اللہ، حضرت امام[۴] بخاری رحمہ اللہ، حضرت امام[۵] دار قطنی رحمہ اللہ، حضرت شعبہ[۶] بن حجاج کو امیرالمومنین فی الحدیث یا امیرالمومنین فی الروایۃ اور نحویوں میں سے ابو[۷] حیان غرناطی کو "امیرالمومنین فی النحو" کے لقب سے یاد کیا گیا[۸] اسلامی لٹریچر میں حضرت حسن بصری کو بھی امیرالمومنین کہا گیا[۹]

---

[۱] تاریخ الحدیث صفحہ ۲۰ از پروفیسر عبدالصمد صارم الازہری ناشر امین الادب اردو بازار لاہور [۲] تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۱۱۵ از حضرت امام شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ [۳] تذکرۃ الاولیاء از حضرت فریدالدین عطار باب ۱۶) [۴] "تاریخ الحدیث" صفحہ ۲۱ از پروفیسر عبدالصمد صارم الازہری [۵] "دیباچہ السنن دارقطنی" صفحہ ۹ ناشر السید ہاشم الیمانی المدنی [۶] مرتب ابوالطیب محمد شمس الحسن الصدیقی عظیم آبادی [۷] حلیۃ الاولیاء ابونعیم جلد ۷ صفحہ ۱۴۴ (بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ دانشگاہ پنجاب)

[۸] "نفح الطیب" (المقری) صفحہ ۸۲۶ [۹] سیرت نظامی

۱۸ــــ اموی اور عباسی خاندان کے بادشاہ "امیرالمومنین" کہلاتے تھے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (دانش گاہ پنجاب) کے مطابق شیعوں کا فرقہ امامیہ "امیرالمومنین" کا لقب صرف سیدنا حضرت علی بن ابو طالب کے لئے مخصوص سمجھتا ہے۔ اسماعیلیوں کا ہر فرقہ یہ لقب اپنے مسلمہ خلفاء کے لئے استعمال کرتا ہے۔ زیدی شیعوں کے نزدیک ہر وہ علوی جو بزورِ شمشیر اپنے اقتدار کو منوا لے خود کو امیرالمومنین کہلا سکتا ہے۔

۱۹ــــ حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی کی نسبت مولانا محمد جعفر صاحب تھانیسری نے "سوانح احمدی" میں متعدد بار "امیرالمومنین" کا لفظ استعمال کیا اور صفحہ ۱۲۰ پر اس کی وجہ یہ بتائی کہ "لاکھوں لوگوں نے ان کی بیعتِ امامت کر کے اُن کو اپنا سردار بنا لیا۔ پس اس روز سے آپ بلفظ امام یا امیرالمومنین یا خلیفہ کے مشہور ہیں"

۲۰ــــــــ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری استاذالاساتذہ و مدرس مدرسہ آرہ نے مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو "امیرالمومنین" قرار دیتے ہوئے لکھا۔ "هو امام اهل الحديث فى زمانه، امير المومنين فى الحديث فى أوانه" [1]

---

[1] "الحیات بعد الممات" ص۵۴۴ از حافظ عبدالغفار سلفی ناشر مکتبہ شعیب حدیث منزل کراچی نمبرا

۲۱۔ پروفیسر صلاح الدین محمد الیاس برنی ایم اے ایل ایل بی نے اپنی کتاب کا آغاز ہی نظام حیدر آباد دکن کو "امیرالمومنین" بتلانے سے کیا ہے فرماتے ہیں :

" اس پُر آشوب زمانے میں (حیدر آباد) فرخندۂ بنیاد، حُبّ نبی اور عظمتِ رسول کا مسکن و مامن بنا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیرالمومنین ہے وہ سب سے بڑھ کر فدائے سیّدالمرسلین ہے۔"

مسلم یا مسلمان

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ أْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ

(النحل ۳۱، ۳۲)

اس آیت میں مسلمین کے معنے مفسّر اسلام حضرت علامہ عبداللہ بن محمد الشیرازی رحمہ اللہ نے اپنی معرکہ آراء تفسیر " انوارالتنزیل و اسرار التاویل " میں اور حضرت مصلح الدین سعدی اور حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے اپنے ترجمہ قرآن میں مطیع اور حکم بردار کے کئے ہیں۔

عہدِ حاضر کے علماء میں سے مولانا سید حکیم مقبول احمد صاحب دہلوی مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اس کے معنی فرمانبردار کے کئے ہیں۔

۲۳۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی نسبت "الافاضات الیومیہ" حصہ دوم ص۲۱ میں یہ واقعہ درج ہے کہ۔

"ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بغیر کلمہ پڑھے ہی نماز فرض ہو جائے گی فرمایا کہ کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے جب عزم کر لیا اور اطلاع کر دی کہ مسلمان ہے نماز فرض ہو گئی ہے۔ عرض کیا کہ عزم کر لینے سے مسلمان ہو جاتا ہے فرمایا جی ہاں عزم کر لینے سے مسلمان ہو جاتا ہے۔"[1]

۲۴۔ حدیث نبویؐ ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ[2]

جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں وہ مسلمان ہے

۲۵۔ شیخ الاسلام جناب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ میں فرمایا:

"مسلم لیگ نے اپنے دستور میں اعلان کر دیا ہے کہ ہماری مراد مسلم کے لفظ سے صرف اسقدر ہے کہ مجلس میں شریک

---

[1] ناشر کتب خانہ امدادیہ کراچی نمبر ۱۹ [2] ترمذی، نسائی، مسند احمد بن حنبل صحیح ابن حبان بحوالہ جامع الصغیر للسیوطیؒ جلد ۲ ص۱۸۵

ہونیوالا اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کا کلمہ پڑھتا ہو۔"
(خطبہ صدارت صہ ۱۵-۱۶)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے ایک موقع پر فرمایا:

"حدیث میں (جس کے الفاظ یہ ہیں[۱] من صلّٰی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الخ)
اَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذبیحہ جو مخصوص ہو اہل اسلام کے ساتھ اس کا کھانا بھی شعائر اللہ میں داخل ہے۔ نیز ایک لطیف اشارہ ہے اسطرف کہ آئندہ ایک زمانہ میں بعض لوگ نمازیں نہیں پڑھیں گے صرف گوشت کھانے سے مسلمان ہوں گے۔ انکے اسلام کی یہی علامت ہوگی ورنہ صلّٰی صلوٰتنا کے بعد اس کی کیا ضرورت تھی غرض البیوں کو بھی حقیر نہ سمجھیے۔"[۲]

امّ المومنین

۲۶۔ حضرت پیر پیران غوث اعظمؓ کی والدہ کے ذکر میں ہے کہ
"امّ المومنین یہ تقریر دلپسند جناب پیران پیر کی سن کر نہایت خورسند ہوئیں۔"[۳]

---

[۱] اس حدیث کا ترجمہ جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی نے یہ کیا ہے کہ "جس شخص نے وہ نماز ادا کی جو ہم کرتے ہیں، اس قبلہ کی طرف رخ کیا جسکی طرف ہم رخ کرتے ہیں اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔ جس کیلئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے پس تم اللہ کے دیئے ہوئے ذمے میں اسکے ساتھ دغابازی نہ کرو" (دستوری سفارشات پر تنقید صہ ۱۴-۱۵)

[۲] "الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ" حصہ اول صہ ۲۳ ملفوظ نمبر ۳۲۲

[۳] "گلدستہ کرامات" (اردو) تالیف حضرت شیخ محمد صادق شیبانی صفحہ ۱۸ مطبع افتخار دہلی

۲۷۔ حضرت جمال الدین ہانسوی خلیفہ مجاز حضرت فریدالدین شکرؒ گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کی نسبت حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کا بیان:

"چوں حضرت خواجہ قطب جمال ہانسوی وصال کردند آں ام المومنین حضرت برہان الدین راکہ ہفت سالہ بودند برداشتہ بخدمت جناب شیخ شیوخ العالم گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدہ بیعت کنانید۔" [1]

۲۸۔ سیر الاولیاء مؤلفہ حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی فرماتے ہیں:
"شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کنیزک تھی ... شیخ شیوخ العالم (حضرت فرید الدین گنج شکر۔ ناقل) اسے ام المومنین کہتے تھے۔" [2]

جناب خلیق احمد نظامی [3] نے بھی تاریخ مشائخ چشت [4] کے صفحہ ۱۶۴ پر لکھا ہے:

"شیخ جمال الدینؒ کی ایک خادمہ جو بڑی عابدہ اور صالحہ ہونے کی وجہ سے ام المومنین کہلاتی تھیں ان (صوفی برھان الدین صاحب) کو بابا فرید کی خدمت میں لے گئیں۔ بابا صاحب نے ان پر بڑا

---

[1] اشاراتِ فریدی جلد ۲ صہ ۶۱ [2] "سیر الاولیا" مترجم غلام احمد بریاں صہ ۸۵
[3] استاد شعبہ تاریخ۔ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ رفیق ندوۃ المصنفین دہلی۔
[4]۔ مکتبۂ عارفین رقیہ بلڈنگ پاکستان چوک کراچی۔

التفات وکرم فرمایا اور خلافت سے نوازا۔ ام المومنین نے ہندی زبان میں عرض کیا۔ خوجہ برہان الدین بالا ہے[۱] (یعنی بچہ ہے)

صحابی

۲۹۔ تذکرۃ الاولیا (اردو) میں ہے کہ:

"ابن سیرین نے ایک صحابی سے پوچھا"[۲]

۳۰۔ مولانا نجم الحسن کراروی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ذکر میں لکھتے ہیں۔

"ایک دفعہ آپ کے صحابی ہشام بن حکم کے ذریعہ سوال کیا"[۳]

۳۱۔ رسالہ "المنتظر" لاہور ۵ر جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۷ کے ایک مضمون کا عنوان "تین اماموں کے مقدس صحابی"

مسجد

۳۲۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے:

اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا٥

(سورۃ جن : ۱۹)

"الفقیہ میں جناب امیر المومنین (حضرت علی علیہ السلام) سے منقول ہے کہ المساجد سے مراد اعضائے سجدہ یعنی چہرہ دونوں ہتھیلیاں

۱۔ ۲۔ صد ۱۸۸ مولفہ خواجہ فرید الدین عطار (ناشر منزل نقشبندیہ کشمیر بازار لاہور)

۳۔ چودہ ستارے صد ۲۵۶

دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے کافی ہیں، جناب امام جعفر صادق سے تفسیر عیاشی میں۔ جناب امام نقی سے، نیز تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون منقول ہے۔"

(حاشیہ "قرآن مجید مترجم"، ص۶۸۶ مولانا حکیم مقبول احمد صاحب دہلوی ناشر افتخار بکڈپو کرشن نگر لاہور)

علاوہ ازیں مختلف مکاتب فکر کے بزرگ متقدمین و متاخرین نے بھی یہاں المساجد کے اصطلاحی معنیٰ کی بجائے وہ اعضاء مراد لیے ہیں جن پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ عبداللہ بن عمر الشیرازی البیضاوی نے اس آیت کی تفسیر درج ذیل الفاظ میں فرمائی ہے۔

" وقیل المراد بالمساجد الأرض کلها لأنّها جُعِلَتْ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجداً وقیل المسجد الحرام لانّہ قبلۃ المساجد ومواضع السجود علیٰ ان المراد النهی عن السجود لغیر اللہ وآدابها السبعۃ والسجدات علیٰ انّہ جمع مسجدٍ " (صفحہ ۷۶۵)

۳۳۔ حضرت علامہ حسین واعظ کی تفسیر حسینی میں مندرجہ بالا آیت کی یہ تفسیر ہمیں ملتی ہے کہ:

" بعضوں نے کہا ہے اس مسجد سے تمام روئے زمین مراد

ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کی مسجد ہے۔ اس واسطے کہ حضرت نے فرمایا جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وطَهُوْرًا ؎ یعنی کر دی میرے واسطے تمام زمین مسجد اور پاک " (ترجمہ تفسیر حسینی جلد ۲ صہ۱۵۸)

۳۴۔ عیسائی معبد کو بھی قرآن مجید میں مسجد کہا گیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:

" وَقَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝ (کہف ۲۲)

۳۵۔ حدیث نبوی ہے:

" لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ " (بخاری مصری جلد ۳ صہ۶۲)

یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا دیا۔

۳۶۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

" اَلْبِيَعُ مَسَاجِدُ الْيَهُوْدِ " البیع یہود کی مسجدیں ہیں

۳۷۔ شیخ مولانا محمد علی بن علی التھانوی " موسوعۃ الاصطلاحات الاسلامیۃ جلد ۳ صفحہ ۶۳۹ پر فرماتے ہیں

؎ بخاری مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی

"مسجد در لغت سجدہ گاہ را گویند (اما در اصطلاح علماء پس بفتح جیم موضع سجود را گویند ہر جا کہ باشد و بکسر جیم مکان معین خاص کہ برائے ادائے نماز وقف کنند ہم) و در اصطلاح سالکاں مظہر تجلّی جمالی را گویند وقیل آستانۂ پیر و مرشد کذا فی کشف اللغات"

یعنی مسجد لغت میں سجدہ گاہ کو کہتے ہیں (لیکن اصطلاح علماء میں مسجد ہر وہ جگہ ہے جہاں سجدہ کیا جائے اور مسجد وہ معیّن مکان ہے جو ادائیگی نماز کیلئے وقف ہو) سالکوں کی اصطلاح میں تجلّی جمالی کو مسجد کہا جاتا ہے۔ نیز آستانۂ پیر و مرشد کو بھی جیسا کہ کشف اللغات میں ہے۔

اذان

۳۸۔ جیسا کہ امامِ لغت حضرت علامہ راغب اصفہانی رحؒ نے "المفردات فی لغات القرآن" میں تصریح فرمائی ہے لغت میں اذان کے معنی 'ندا ، پکار اور اعلان کے ہیں اور مؤذن وہ ہے جو بلند آواز سے پکارے یا اعلان کرے اور یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید میں اذان اور مؤذن کا لفظ اصطلاحی معنوں میں نہیں صرف لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل چار آیات اور حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۳۹۔ پہلی آیت : وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ

أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ
مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ
بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (الاعراف:۴۵)

اور پکارا جنّت والوں نے آگ والوں کو کہ ہم پا چکے جو ہم کو وعدہ دیا گیا تھا۔ ہمارے رب نے تحقیق سو تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا؟ تحقیق بولے ہاں پھر پکارا ایک پکارنے والا ان کے بیچ میں کہ لعنت ہے اللہ کی بے انصافوں پر۔

۴۰۔ دوسری آیت:

وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ
الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(التوبہ: ۳)

اور سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ الگ ہے مشرکوں سے۔

۴۱۔ تیسری آیت:

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ

(یوسف: ۷۱)

پھر پکارا پکارنے والے نے اے قافلے والو! تم مقرّر چور ہو۔

۴۲۔ چوتھی آیت:

اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ

ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ (الحج : ۲۸)
پکار دے لوگوں کو حج کے واسطے کہ آویں تیری طرف پاؤں چلتے اور سوار ہو کر دُبلے دُبلے اونٹوں پر چلے آتے راہوں دور سے کہ پہنچیں۔

یہ بیالیس واضح حقائق (جو نبی، امیر المومنین، مسلم، ام المؤمنین صحابی، اذان اور مؤذن کی دینی اصطلاحات پر مشتمل ہیں) بفضلہ تعالیٰ یہ تجزیہ کرنے کیلئے کافی ہیں کہ شرعی اصطلاحوں کو ان کے لغوی معنوں میں استعمال نہ کرنے کا جدید خیال کہاں تک درست ہے؟

؎ جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے

ساتواں اعتراض

احمدی کیوں پاکستان میں قانون شکنی نہیں کرتے ؟؟؟

جواب: اس لیے کہ قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ان کے دین اور عقیدہ کا جزو اعظم ہے چنانچہ شرائط بیعت میں چھٹی شرط یہ ہے کہ:

" اتباع رسم اور متابعت ہواؤ ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا

اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔" (اشتہار حضرت مسیح موعود مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مجموعہ اشتہارات حصہ اوّل صفحہ ۱۹۰)

قرآن مجید نے اسوۂ یوسفی کے پیرایہ میں ایک بین الاقوامی راہنما اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ (یوسف: ۷۷)

چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر کے ملکی قانون کی رُو سے اپنے سگے بھائی کو اپنے پاس رکھنے کے مجاز نہ تھے۔ اس لیے خدا نے خود ایک تدبیر فرمائی۔ ثابت ہوا کہ قرآنی نظام کے مطابق قانون شکنی کسی کے لیے جائز نہیں خواہ فرعونِ مصر کی حکومت ہو اور مملکت میں بسنے والا یوسف علیہ السلام جیسا اولوالعزم پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔

اب سنّت نبوی کو لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ نبوی میں سفر طائف اختیار فرمایا۔ تو دستورِ عرب کے مطابق آپؐ مکّہ کے باشندے نہ رہے تھے اور خانہ کعبہ کا دروازہ جو ابوجہل عتبہ اور شیبہ کے لیے کھلا تھا وہ مقصودِ کائنات خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بند کر دیا گیا۔ طائف سے واپسی پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں تشریف لائے اور مکّہ کے ایک کافر رئیس

مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھ کو اپنی حمایت میں لے سکتے ہو؟ مطعم بن عدی نے درخواست منظور کی اور اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ ہتھیار لگا کر حرم میں جاؤ۔ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ مطعم اونٹ پر سوار تھا حرم کے پاس پہنچ کر اس نے اعلان کیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے۔ آنحضرتؐ نے حرمِ کعبہ میں قدم مبارک رکھا نماز ادا کی اسطرح مکہ شریف میں قانونی اجازت عطا ہونے کے بعد اپنے مقدس مکان میں تشریف لائے۔ اس موقع پر مطعم اور اس کے بیٹے آپ پر تلواروں کا سایہ کئے ہوئے تھے۔

(ابن سعد۔ مواہب اللدنیہ (سیرۃ النبی جلد اوّل صفحہ ۲۵۵-۲۵۶ از علامہ شبلی نعمانی مرحوم)

قانونِ وقت کی اطاعت کے باب میں صلح حدیبیہ کا واقعہ مذہبی دنیا کی تاریخ میں مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ فریقِ ثانی سے معاہدہ کے دوران محض قانونی اور آئینی اعتراض کو پورا کرنے کے لیے حضورؐ نے رسول اللہ کا لفظ اپنے دستِ مبارک سے کاٹ دیا تھا۔[۱]

یہ فخر و سعادت آج تنہا عالمگیر جماعت احمدیہ کو حاصل ہے کہ وہ عالمی سطح پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان شاندار روایات کی

---

[۱] بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء مسلم (سیرت النبی جلد اوّل صفحہ ۴۶۶)

امین اور پاسبان ہے اور گو بعض اذہان و قلوب اسے بھی "قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں" میں شمار کریں گے مگر زمانہ کی نیرنگیاں اور زمان و مکان کی کوئی بڑی سے بڑی آزمائش کسی احمدی کو اسوۂ محمدی کی اس شاہراہ پر چلنے سے روک نہیں سکتی۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ نے انگریزی دورِ حکومت میں اعلان فرمایا:

"مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہمارے مخالف ہو جائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اُسے صلیب پر لٹکانا شروع کر دے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ نہیں بدل سکتا کہ قانونِ شریعت اور قانونِ ملک کبھی توڑا نہ جائے اگرچہ اسکی وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں کہ ہم اسکے خلاف چلیں۔" (الفضل ۶ر اگست ۱۹۳۵ء صـ۶)

۱۹۳۸ء میں حضرت مصلح موعود نے اس اعلان کے بعد یہ پُرقوت و شوکت پیشگوئی بھی فرمائی کہ:

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس وقت ایک ذہنی آزادی عطا کی ہے .... جب ہمارے سامنے بعض حکّام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت ہی عجز اور انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔ ہم انگریزی قوم کو عارضی طور پر

مسلمان پر غالب دیکھتے ہیں مگر مستقل طور پر اسے اسلام کا غلام دیکھ رہے ہیں۔"

(الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء صہ)

الحمد للہ ہمارے محبوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے دستِ مبارک سے حالیہ سفر انگلستان کے دوران اس عظیم الشان خبر کو جلد پورا کرنے کی بنیادی اینٹ رکھ دی گئی ہے۔

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اسکا انتظار

آٹھواں اعتراض:

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے صرف ایک بیان سے مرزائیت کے کاغذی قلعے کی دھجیاں بکھیر دیں اور اس کی تفصیل ترجمان اقبال جناب پرویز کے حصّے میں آئی، جو حرفِ آخر ہے۔

(ناظم ادارہ طلوعِ اسلام کراچی)

جواب: حرفِ آخر کا لفظ سند (AUTHORITY) کے مترادف

وہ ہم معنیٰ ہے اور اسلام میں خدا اور مصطفیٰ کے سوا کوئی اتھارٹی نہیں یا مہدی موعود و مسیح موعود اتھارٹی ہیں جن کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "حکم و عدل" کا عدیم المثال منصب عطا کیا اور اسکی الہامی عدالت کی نسبت ارشاد فرمایا کہ

یَقِفُ اَثَرِیْ وَلَا یخطی [1]

یعنی مسیح موعود و مہدی موعود میرے قدم بقدم چلیں گے اور ذرا بھی خطا نہ کریں گے۔

شیخ الشیوخ عالمِ ربّانی، غوثِ صمدانی علامہ سید عبدالوہاب شعرانی "المیزان" میں اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" امام مہدی .... کے ظہور کے بعد ان کے پہلے مذاہب کے اقوال پر عمل کی پابندی باطل ہو جائے گی۔ چنانچہ اہلِ کشف نے اس کی تصریح کی ہے اور امام مہدی علیہ السلام کو پورے طور پر شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق حکم کرنے کا الہام کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو ان کے تمام جاری کردہ احکام کو تسلیم فرماتے۔" (مواہب رحمانی ترجمہ اردو میزان شعرانی۔ حصہ اوّل صفحہ ۱۱۸)

---

[1] نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صفحہ ۲۷۶ از حضرت الشیخ سید شبلنجی المکتبہ الملکیہ الازھر مصر

جہاں تک ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب کا تعلق ہے ان کو اتھارٹی یا سند قرار دینا شریعت محمدیہ پر ظلم عظیم اور شاعر مشرق سے بڑی زیادتی ہے کیونکہ انہوں نے زندگی بھر کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ خدا کی طرف سے ملّتِ اسلامیہ کے لیے حکم و عدل مقرر ہوئے ہیں۔ آپ تو عمر بھر یہ آرزو اور تمنّا لیے رہے کہ:

" کاش کہ مولانا نظامی کی دعا اس زمانے میں مقبول ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تشریف لائیں اور ہندی مسلمانوں پر اپنا دین بے نقاب کریں۔" [1]

دوسری طرف اپنی نسبت یہ اظہارِ حق فرمایا کہ:

" میری مذہبی معلومات کا دائرہ نہایت محدود ہے ... میری عمر زیادہ تر مغربی فلسفے کے مطالعہ میں گزری ہے اور یہ نقطہ خیال ایک حد تک طبیعتِ ثانیہ بن گیا ہے۔ دانستہ یا نادانستہ میں اسی نقطۂ نگاہ سے میں حقائقِ اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں۔" [2]

غالباً اسی بناء پر مولانا محمد یوسف بنوری صاحب نے اپنے رسالہ " البیّنات " میں ادارہ کی طرف سے یہ وضاحتی بیان شائع کرایا تھا کہ:

---

[1] "اقبال نامہ" حصہ اول ص۴۱ ناشر محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

[2] اقبال نامہ صفحہ ۴۶

" جہاں تک علامہ اقبال مرحوم کا تعلق ہے بڑے بلند پایہ فلسفی تھے اسلام اور مسلمانوں کا گہرا درد ان کے سینے میں موجزن تھا لیکن اسلامی مسائل میں انہیں کبھی اتھارٹی کی حیثیت حاصل نہیں ہوئی۔" (ماہنامہ "البینات" کراچی جولائی ۱۹۷۷ء)

جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ترجمان ماہنامہ "الرشید" نے اپنی فروری مارچ ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں واضح کیا کہ:

" ہم علامہ اقبال کے پورے احترام کے باوجود ان کو پیغمبر یا صحابی نہیں سمجھتے وہ مسلمانوں کے عظیم مفکر تھے ان کو ایک غلط بات پہنچی اور انہوں نے اس سے متاثر ہو کر فوراً ایک نظم لکھ دی۔"

اب " ترجمان اقبال" غلام احمد صاحب پرویز کا نقطۂ نگاہ ملاحظہ ہو۔ انہوں نے "تصوّف کی حقیقت" پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں کلامِ اقبال کے تضادات غلوّ اور قرآن و رسول کی تنقیص کی ایسی ایسی مثالیں دی ہیں کہ انسان واقعی محوِ حیرت رہ جاتا ہے اور اختتام ان لفظوں پر کیا ہے:

" اقبال جس نے ساری عمر اس تصوّف کے خلاف تنقید ہی نہیں بلکہ بغاوت میں صرف کی آخر الامر خود اس سے متاثر ہو گیا۔ میری یہی حیرت اس تنقید کی شکل میں ملبوس ہے اگر کسی شخصیت کی عقیدت یا احترام اظہارِ حق کے راستے

میں رکاوٹ بن جائے تو یہ بھی عدالت خداوندی میں کچھ کم سنگین جرم نہیں۔"

(تصوف کی حقیقت" صد ۳۸۴ ناشر ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور)

ہزاروں بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذان لا الہ الا اللہ

نواں اعتراض محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز (اقبال)

جواب : جناب علامہ حافظ اسلم صاحب جیراجپوری کے قلم سے اس شعر کا جواب عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

" یہ خالص شاعرانہ استدلال ہے غالبؔ کی طرح جس نے کہا

کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد
مَے ہے یہ مگس کی قَے نہیں ہے

جس طرح مگس کی قَے کہہ دینے سے شہد کی لطافت اور شیرینی میں فرق نہیں آسکتا۔ اسی طرح حکومت کی نسبت سے الہام بھی اگر حق ہو تو غارت گر اقوام نہیں ہوسکتا۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام رومی سلطنت کے محکوم تھے جن کی نسبت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے

فرنگیوں کو عطا خاک سوریا نے کیا
نبیِ عفت و غمخواری و کم آزاری

بلکہ اکثر انبیاء کرام علیہم السلام محکوم اقوام ہی میں مبعوث کیے گئے۔ جن کے خاص اسباب و علل تھے جن کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ دراصل نبوت کی صداقت کا معیار حاکمیت یا محکومیت پر نہیں ہے بلکہ خود الہام کی نوعیت پر ہے۔"

("نوادرات" صد ۱۲۳-۱۲۴ از مولانا اسلم صاحب جیراجپوری)

شاعر مشرق نے ایک نہایت حقیقت افروز نکتہ یہ بیان فرمایا کہ

" بانئ احمدیت کے الہامات کی اگر دقیق النظری سے تحلیل کی جائے تو یہ ایک ایسا موثر طریقہ ہوگا جس کے ذریعہ سے ہم اسکی شخصیت اور اندرونی زندگی کا تجزیہ کر سکیں گے۔"

("احمدیت اور اسلام" صد ۲۴ از علامہ اقبال ناشر ادارہ طلوع اسلام کراچی)

حقائقِ احمدیت کے مطالعہ کا یہ ایک انتہائی مفید اور فیصلہ کن طریق ہے جسکا جماعت احمدیہ نے ہمیشہ پُرجوش خیر مقدم کیا ہے چنانچہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

" میں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی ماہر نفسیات بانئ سلسلہ احمدیہ کے الہامات کا تجزیہ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں کرے گا تو وہ لازماً احمدیت کی صداقت کا قائل ہو جائے گا پس یہ نصیحت علامہ اقبال مرحوم کی ہمارے لیے نہایت مفید ہے۔"

(الفضل ۱۳ ر جنوری ۱۹۵۲ء صہ ۶)

مثلاً حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کو ۱۸۸۳ء میں (قیام جماعت سے چھ سال

قبل) یہ الہام ہوا:

"I SHALL GIVE YOU A LARGE PARTY OF ISLAM" (براہین احمدیہ جلد ۴ صد ۵۵۶ حاشیہ در حاشیہ ۴)

یعنی میں تمہیں ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔ اب قرآن مجید کی روشنی میں اس کا تجزیہ کیا جائے تو بڑے سے بڑا ماہر نفسیات لازماً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس الہام میں قرآنی ارشاد وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ کی طرف اشارہ ہے جس کی واقعاتی تصدیق علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل اعتراف سے ہوتی ہے:

"اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے کئی طریق ہیں جن طریقوں پر اس وقت تک عمل ہوا ان کے علاوہ اور بھی طریق ہو سکتے ہیں میرے عقیدۂ ناقص میں جو طریق مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے وہ زمانہ حال کے طبائع کے لیے موزوں نہیں ہے ہاں اشاعت اسلام کا جوش جو انکی جماعت کے اکثر افراد میں پایا جاتا ہے قابلِ قدر ہے۔"

(اقبال نامہ حصّہ دوم صد ۲۳۲ مکتوب ۷ اپریل ۱۹۳۲ء)

دسواں اعتراض

: ڈاکٹر سر علامہ اقبال نے پروفیسر محمد الیاس صاحب کے نام لکھا کہ "قادیانی تحریک یا یوں کہیئے کہ بانیٔ تحریک کا یہ دعویٰ مسئلہ بروز پہ مبنی ہے۔ مسئلہ مذکور کی تاریخی لحاظ

سے تحقیق از بس ضروری ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ مسئلہ عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی آرین ہے۔ نبوت کا سامی تخیل اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ میری رائے ناقص میں اس مسئلہ کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کرنے کیلئے کافی ہوگی۔"

(اقبال نامہ حصہ اوّل صفحہ ۴۱۹-۴۲۰ مکتوب ۲۷ مئی ۱۹۳۷ء)

جواب : یہ اعتراض دراصل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی حقانیت کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ: ۴) کے ذریعہ آخرین میں بھی محمد رسول اللہ کے آنے کی پیشگوئی کی گئی تھی جس کی تفسیر حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے یہ بیان فرمائی کہ اگر کسی زمانہ میں ایمان ثریا تک چلا گیا تو اہلِ فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے اور ایمان کو از سرِ نو دنیا میں قائم کردیں گے۔ (لَوْ كَانَ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ)

(بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ الجمعہ)

یہی وہ بروزِ محمدی ہے جس کی نسبت نویں صدی ہجری کے عظیم صوفی حضرت عبدالرزاق قاشانی رح نے یہ خبر دی کہ:

"اَلْمَهْدِيُّ الَّذِيْ يَجِيْئُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ فِي الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَۃِ تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَہٗ کُلُّھُمْ وَلَا یُنَاقِضُ مَاذَکَرْنَاہُ لِاَنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔" (شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر ص۳۵)

یعنی مہدی جو آخری زمانہ میں آئے گا وہ احکام شرعیہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا اور معارف علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء سب اس کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی موعود کا باطن محمد رسول اللہ کا باطن ہوگا۔

اسی طرح امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

یَزْعَمُ الْعَامَّۃُ اَنَّہٗ اِذَا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ کَانَ وَاحِدًا مِنَ الْاُمَّۃِ کَلَّا بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِلْاِسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِیِّ وَنُسْخَۃٌ مُنْتَسَخَۃٌ مِنْہُ۔" (الخیر الکثیر)

عوام سمجھتے ہیں کہ مسیح محمدیؑ جب زمین پر نزول فرما ہوگا تو وہ محض ایک امتی ہوگا بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح اور اس کا (دوسرا) نسخہ ہوگا۔

یہ ہے بروزِ محمدیؐ کا عارفانہ تخیّل جس کی بنیاد قرآن وسنّت اور بزرگانِ امت کے الہامی ارشادات پر ہے اور جب یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ چودہ صدیوں میں کسی نے الہاماً اس کے مصداق ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی حقانیت میں کیا شبہ رہ

جاتا ہے؟

اثر ابن عباس میں ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ سَبْعَ اَرْضِیْنَ فِیْ کُلِّ اَرْضٍ آدَمُ کَآدَمِکُمْ وَنُوْحٌ کَنُوْحِکُمْ وَاِبْرَاهِیْمُ کَاِبْرَاهِیْمِکُمْ وَعِیْسٰی کَعِیْسَاکُمْ وَنَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ“ (درمنثور ابن عباس)

یعنی اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں تخلیق فرمائیں ہر زمین میں تمہارے آدم کی طرح ایک آدم، تمہارے نوح کی طرح ایک نوح، تمہارے ابراہیم کی طرح ایک ابراہیم، تمہارے عیسیٰ کی طرح ایک عیسیٰ اور تمہارے نبی کی طرح ایک نبی ہے۔[ل]

اگر اسے خدائی تصرف کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ جناب اقبالؔ کو عصری انکشافات کی بنیاد پر بھی ایک بروزِ محمدیؐ کا امکان تسلیم کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”حال کے ایک ہیئت دان کہتے ہیں کہ بعض سیّاروں میں انسان یا انسانوں سے اعلیٰ تر مخلوق کی آبادی ممکن ہے۔ اگر ایسا ہو تو رحمۃ للعالمین کا ظہور وہاں بھی ضروری ہے۔ اس صورت میں کم از کم محمدیت کے لیے تناسخ یا بروز لازم آتا ہے۔“

(اقبال نامہ حصہ اوّل ص۱۷۱)

عجیب بات یہ بھی ہے علامہ موصوف اپنے تئیں حافظؒ کا بروز سمجھتے

ل حضرت مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں ”میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے (تحذیر الناس ص۲)

تھے۔ فرماتے ہیں:

"جب میرا ذوق جوش پر آتا ہے تو حافظ کی روح مجھ میں حلول کر جاتی ہے اور میں خود حافظ بن جاتا ہوں۔"

(اقبال نامہ حصہ دوم صہ ۱۰۶)

گیارہواں اعتراض: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نام "العاقب" بھی ہے جس کے معنے آنحضورؐ نے یہ بیان فرمائے ہیں:

وَالعَاقِبُ الَّذِی لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ

(بخاری کتاب الفضائل باب اسماء النبی)

عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(یہ اعتراض سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی کتاب "ختم نبوت" صہ ۱۵ مطبوعہ مارچ ۱۹۶۲ء میں کیا گیا ہے ــــ ایضاً روزنامہ جنگ ۵ نومبر ۸۴ء)

جواب: یہ اعتراض سنکر ایک عاشقِ رسولؐ کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ "العاقب الّذی لیس بعدہٗ نبیٌّ" کے الفاظ ہرگز حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں بلکہ حضرت امام زہری کا قول ہے جیسا کہ مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صہ ۸۴ میں بالصراحت منقول ہے کہ:

قَالَ مَعْمَرٌ قُلْتُ لِلزُّھْرِیِّ مَا الْعَاقِبُ؟ قَالَ

الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ "

معمر فرماتے ہیں میں نے امام زھری سے "العاقب" کی بابت پوچھا۔ کہا جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ صحیحین کے متن حدیث میں سرے سے یہ الفاظ ہی موجود نہیں البتہ مسلم شریف میں ان کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تشریح درج ہے کہ

" اَنَا الْعَاقِبُ الَّذِی لَیْسَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ "

(مسلم باب فی اسماء صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نہیں ہے۔

العاقب کے ان روح پرور معنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام خاتمیت کی نشان دہی ہوتی ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ ہمارے آقا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہی نہیں آخری انسان بھی ہیں۔ اور یہی جماعت احمدیہ کا مسلک ہے اسی لیے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال

لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ پاک پر ہر کمال ختم ہو گیا بلاشبہ ہر پیغمبر ختم ہو گیا۔

افسوس! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تشریح تو نہایت بیدردی سے چھوڑ دی گئی اور جو الفاظ آنحضور صلی اللہ علیہ

وسلم (فداہ ابی و امی) کے نہیں ہیں ان کو زبردستی نبیوں کے شہنشاہ کی طرف منسوب کیا جارہا ہے فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بارہواں اعتراض : حدیث نبوی ہے۔

اَمَّا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صد ۱۸۲ (عن سعد بن وقاص)

کیا تجھے پسند نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری وہ نسبت ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد نبی نہیں ؟ (لَا نَبِیَّ بَعْدِی)

جواب : اس حدیث کا تعلق سفر تبوک سے ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے بعد مدینہ کی عورتوں اور بچوں پر امیر مقرر فرمایا۔ حضورؐ کا منشاء "لا نبی بعدی" کے الفاظ سے کیا تھا؟ اس کی وضاحت حضورؐ کے ان الفاظِ مبارک سے ہو جاتی ہے جو اس موقعہ پر موجود دوسرے اکابر صحابہ سے مروی ہیں۔ چنانچہ ایک مستند روایت میں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی بجائے "اِلَّا النُّبُوَّۃَ"[1] اور دوسری روایت میں "اَلَّا اِنَّکَ لَسْتَ بِنَبِیٍّ"[2]

---

[1] مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صد ۱۷۰ (عائشہ بنت سعد کے والد سے مروی)

[2] مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صد ۳۳۱ (عن عبد اللہ بن عباس)

کے الفاظ موجود ہیں جن کی روشنی میں اس فقرہ کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کو نیابت رسولؐ میں وہی شرف و اعزاز حاصل تھا جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کے بعد سفرِ طور کے موقع پر نصیب ہوا اس فرق کے ساتھ کہ حضرت ہارون نبی تھے مگر حضرت علیؓ نبی نہیں تھے۔ اور جماعت احمدیہ دوسرے تمام ارشاداتِ رسولؐ کی طرح اس فرمان نبویؐ پر بھی دل و جان سے یقین رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

تیرہواں اعتراض: "حضرت مولانا" مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب سے مباہلہ قبول کیا جس کے نتیجہ میں مرزا صاحب ان کی زندگی میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے اور مولوی صاحب ۴۰ سال تک زندہ رہے۔ لے (سیرت ثنائی صفحہ ۱۷۱-۱۷۲ از مولوی عبدالمجید سوہدروی)

لے "القادیانیہ" صلاا الناشر رابطہ العالم الاسلامی مکۃ المکرمہ۔ "قادیانی کا فریبوں" صے از ارشاد الحق اثری ناشر علوم اثریہ منٹگمری بازار لائل پور (فیصل آباد) اپریل ۱۹۷۵ء۔

جواب : اصل حقیقت کو بے نقاب کرنے کیلئے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اس تبصرہ کا مطالعہ ضروری ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کے مسودہ مباہلہ بعنوان " مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ " ؎ کو پڑھ کر اپنی اخبار " اہلحدیث " ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع کیا تھا۔ تبصرہ کے چند فقرے ملاحظہ ہوں

۱۔" اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔" (صہ ۵)

۲۔" میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔" صہ ۵

۳۔" تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی" (صہ ۵)

۴۔" خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔" (صہ ۵)

۵۔" یہ دعا تمہاری منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے۔" (صہ ۶)

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس دعوتِ

؎ آخری فیصلہ کی اصطلاح مباہلہ ہی کے لیے استعمال ہوتی ہے۔
(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸ طبع اوّل)

مباہلہ کے بعد ۲ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو وضاحت فرمادی تھی کہ:

" مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے ..... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعداء انکی زندگی میں ہی ہلاک ہوگئے تھے بلکہ ہزاروں اعداء آپکی وفات کے بعد زندہ رہے ہاں جھوٹا مباہلہ کرنیوالا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔"

(ملفوظات جلد نہم صد ۴۴۰ ، الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۷ء)

پس حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا اپنے الہامات کے مطابق مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال فرمانا بھی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان ہے اور جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا چالیس سال تک زندہ رہنا بھی ؏ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

چودھواں اعتراض : حضرت بانی سلسلہ احمدیہ " آئینہ کمالات اسلام " صد ۵۶۴ پر فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں!

جواب : یہ محض خواب ہے اور خواب ہمیشہ تعبیر طلب ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ خواب قرآن میں ہے کہ آپ نے گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو اپنے سامنے سجدہ کرتے

دیکھا (سورۃ یوسف رکوع ۱) تعبیر الرؤیا کی مشہور کتاب "تعطیر الانام" میں لکھا ہے:

مَنْ رَأٰی کَاَنَّہٗ صَارَ الْحَقَّ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی

اِھْتَدٰی اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ" (ص ۹)

یعنی جو شخص خواب میں دیکھے کہ میں خدا ہوگیا ہوں اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ صراط المستقیم تک پہنچ جائے گا۔ خود حضور نے اس خواب کی تعبیر "آئینہ کمالات اسلام" میں یہ بتائی کہ آسمانی اور زمینی تائیدات مجھے حاصل ہوں گی۔ نیز واضح فرمایا ہے کہ اس خواب کے یہ معنے نہیں کہ گویا میں خدا ہوں یا خدا مجھ میں حلول کر آیا ہے بلکہ یہ خواب دراصل اس حدیث قدسی کے عین مطابق ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نوافل پڑھنے والا بندہ میرے قرب میں اسقدر ترقی کرتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق-باب التواضع ص ۹۶۳ مطبع مجتبائی دہلی)

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "فیوض الحرمین" میں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قائم الزمان ہوں یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے نظام کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس

ارادہ کی تکمیل کے لیے مجھے اوزار یا آلہ کار بنالیتا ہے۔
("الفرقان" (بریلی) شاہ ولی اللہ نمبر صہ ۴۱ (از مولانا محمد منظور نعمانی) باردوم - دہلی)

اسی طرح سلطان العارفین سید الأقطاب حضرت الشیخ ابو محمد روز بہان رح (مصنف تفسیر عرائس البیان) اپنا یہ مکاشفہ بیان فرماتے ہیں کہ:

اَلْبَسَنِیْ لِبَاسًا مِنْ حُسْنِہٖ وَجمالہٖ .... ثُمَّ جَعَلَنِیْ مُتَّصِفًا بِصِفَاتِہٖ ثُمَّ جَعَلَنِیْ مُتَّحِدًا بِذَاتِہٖ ثُمَّ رایْتُ نَفْسِیْ کَاَنِّیْ ھُوَ "

(کشف الاسرار صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ ترکی ۱۹۷۱ء ادبیات - (EDEBIYAT - FAKULTESI MATBAASI ISTANBUL)

اللہ جلشانہ نے مجھے اپنے حسن و جمال کا لباس پہنایا پھر مجھے اپنی صفات سے متّصف کر کے اس طرح اپنی ذات سے متحد کر دیا کہ میں نے اپنے نفس کو دیکھا کہ گویا میں خدا ہی ہوں۔

سلوک کی اس منزل میں بعض اہل اللہ بے اختیار ہو کر "انا الحق" کہہ اٹھتے ہیں چنانچہ حضرت سیّد عبد القادر جیلانی غوث صمدانی "فتوح الغیب (مقالہ ۳، ۱۳، ۱۶) میں فرماتے ہیں کہ قرب نوافل کا وہ مرتبہ فنائیت ذاتی کا مقام ہے جس سے محققین کے نزدیک "انا الحق" کا ظہور ہوتا ہے اور یوں بندہ ترقی کر کے

خدا کی طرف سے "کُنْ فَیَکُوْن" کے اختیارات کا حاصل ہو جاتا ہے
منقول ہے کہ ایک گدڑی پوش حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانیؒ
کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں جنیدِ وقت ہوں۔ میں
شبلی وقت ہوں، میں بایزید وقت ہوں اس پر آپ نے فرمایا:
"میں خدائے وقت ہوں میں مصطفائے وقت ہوں"
(تذکرۃ الاولیاء اردو باب ۷۷، صفحہ ۵۱۵ حضرت خواجہ
فرید الدین عطارؒ)

اصل بات یہ ہے کہ اللہ والوں کا اپنے ربّ کریم سے ایک
نرالا تعلق ہوتا ہے جسکا تصوّر بھی دنیا پرست آنکھ نہیں کر سکتی
جہاں خدا تعالیٰ انہیں اپنی تجلیات خاصہ کا مشاہدہ کراتا ہے،
وہاں یہ فانی فی اللہ لوگ بھی بحرِ الوہیت میں گم ہو جاتے ہیں اور
اپنی محبّت اور پیار کی نرالی زبان استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتے
ہیں جسکا مقصود شرک نہیں صرف والہانہ رنگ میں فنائیت تامہ
کا اظہار ہوتا ہے

بس اتنے پہ ہوا ہنگامۂ دار و رسن برپا
کہ کیوں آغوش میں لے آئینہ مہر درخشاں کو

اور ان کا کمال روحانی یہ ہے کہ وہ مجاہدات اور فروتنی اور
عاجزی کے ساتھ اپنے دل کو ایسا مصفّٰی اور شفاف بنا لیتے ہیں
کہ ان میں عرش کے خدا کا عکس نظر آنے لگتا ہے جس کے بعد

وہ دیوانہ وار اپنے رب کی طرف علی وجہ البصیرت دعوت دیتے ہیں جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ :

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو .... میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۹-۲۰ طبع اوّل)

پندرہواں اعتراض : حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ انہیں بعض وہ آیات بھی الہام ہوئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کیلئے مختص ہیں۔

جواب : یہ اعتراض صرف ایسے ذہن کی پیداوار ہے جس کا نہ تو زندہ خدا کی زندہ قدرتوں پر ایمان ہے نہ اس کا خدا سے کوئی ذاتی تعلق ہے اور نہ وہ کوچۂ روحانیت سے آشنا ہے جسے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی سیر روحانی مقصود ہو اسے چاہیئے کہ

ان اولیاء و اصفیاء کے دربار میں پہنچے جنہیں خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل تھا۔

حضرت خواجہ میر درد دہلوی نے "علم الکتاب" میں "تحدیث نعمتہ الرّب" کے زیرِ عنوان وہ قرآنی آیات درج کی ہیں جو آپ پر نازل ہوئیں۔ مثلاً

" واستَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ " " اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ " " وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ "

ان سب آیات میں براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے۔

حضرت سید امیر الاطماتری نقشبندیؒ مجدد صدی سیزدھم کو مندرجہ ذیل آیات (جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب تھے) الہام ہوئیں:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ " " یَااَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [۱]

حضرت مولانا مولوی عبداللہ صاحب غزنویؒ پر آنحضرت علی

---

[۱] "سلک سیر فی نظم الدرر" صـ ۱۵۲ (مرتبہ حضرت علامہ دھر مولانا صفی اللہ رحمہ مطبع فاروقی) ۱۲۹۵ھ

اللہ علیہ وسلم سے مخصوص آیات کا بکثرت نزول ہوا۔ مثلاً "صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"[۱] "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ"[۲] "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى"[۳]

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

" خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اس رسولِ مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس کی مقبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں اس طرح پر اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امّت محمدیہ کو جو بوجہ کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گزرے ہوتے ہیں خدا ان کو فانی اور مصفّٰی شیشہ کی طرح پا کر اپنے رسولِ مقبولؐ کی برکتیں ان کے وجودِ بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات

۱، ۲، ۳۔ سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم ص۲۵، ص۲۷ مرتبہ مولانا عبدالجبار غزنوی مطبع قرآن وسنت امرتسر طبع اوّل

ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ حقیقت میں
مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر
کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا
ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی
کے لائق ہوتی ہیں اور وہی ان کا مصداق
اتم ہوتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۳ حاشیہ در حاشیہ)

جو رازِ دیں تھے بھارے اسنے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

فرزندانِ احمدیت! حق یہ ہے کہ تحریک احمدیت کی پشت پر

دلائل و بیّنات کا لشکر جرار موجود ہے۔ دنیا بھر کی تمام مملکتوں کے سپاہی اور ہتھیار شاید گنے جا سکیں مگر احمدیت کے تائیدی شواہد کا شمار ممکن نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پندرہ ۱۵ اعتراضوں کے ان جوابات سے جو میں نے نمونۃً پیش کئے ہیں یہ حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو جاتی ہے اور ہر احمدی کا دل اس یقین اور معرفت سے لبریز ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان بشارت کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے کہ:

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک زمین پر محیط ہو جائے گا۔" (تجلیاتِ الٰہیہ ص۱۷)

میں نے شروع میں حضرت مسیح موعود کے مبارک الفاظ میں بتایا تھا کہ جماعت احمدیہ کے قیام کی اصل غرض کلمہ طیبّہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پر ایمان اور اسکی طرف دعوت ہے۔ یہ عاجز اس مضمون کے اختتام پر آپ کو دوبارہ اسی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق کی مشہور پیشگوئی ہے

اِذَا قَامَ الْقَائِمُ الْمَھْدِیُّ لَا یَبْقٰی اَرْضٌ اِلَّا

نُوْدِیْ فِیْھَا شَہَادَۃً اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔"

(ینابیع المودۃ مؤلفہ حضرت شیخ سلیمان الشبلنجی طبع دوم مکتبۃ العرفان بیروت، بحار الانوار جلد ۱۳ صـ۱۸۸ تہران)

یعنی جب حضرت قائم امام مہدی موعود علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو دنیا کا گوشہ گوشہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ کی پرشوکت آواز سے گونج اٹھے گا۔ سو الحمد للہ جماعت احمدیہ اس نصب العین کی جلد سے جلد تکمیل کے لیے دنیا کے ہر خطہ میں سرگرم عمل ہے۔ حال ہی میں اشبیلیہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے ایک کتاب "اندلوسیہ کل اور آج" شائع کی ہے جس میں ایک باب اسلام پر ہے کتاب میں لکھا ہے کہ مسلمان پھر اندلس کو فتح کرنے کے منصوبے باندھ رہے ہیں خصوصاً جماعت احمدیہ جو ایک منظم جماعت ہے اور نہایت زور شور سے دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تبلیغ کر رہی ہے۔

مگر شمعِ احمدیت کے پروانو! یاد رکھو ہماری نظر صرف اندلس پر نہیں پوری دنیا پر ہے اور ہماری اصل جوبلی اس دن ہو گی جب ماسکو، پیکنگ لندن اور نیویارک جیسے بڑے بڑے شہروں کی سرکاری عمارتوں یونیورسٹیوں صنعتی اور جوہری توانائی کے مرکزوں

اور گرجا گھروں پر کلمہ طیبہ لکھا ہوگا۔

ع خدا کا نور ہیں ہم کو بجھا سکا نہ کوئی
وہ نقش ہیں جسے اب تک مٹا سکا نہ کوئی

دیا ہے ہم نے زمانے کو نور بطحا کا
جو شمع ہم نے جلائی جلا سکا نہ کوئی

لبوں پہ نشہد ان لا الٰہ الا اللہ
سبق جو ہم نے سنایا سنا سکا نہ کوئی (پرویز پروازی)

دنیا کے احمدیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑی کوئی خواہش اور تمنّا نہیں تھی کہ ساری دنیا کلمہ پڑھ لے۔

توحید و رسالت محمدیؐ کی اشاعت کے سلسلہ میں آنحضورؐ کتنی بے پناہ تڑپ اور بیمثال جذبہ رکھتے تھے اس کا کسی قدر اندازہ اس حیرت انگیز واقعہ سے ہوتا ہے کہ شوال ۸ھ (جنوری فروری ۶۳۰ء) میں غزوہ حنین سے واپسی پر اسلامی لشکر میں اذان دی گئی اس موقعہ پر مکّہ کے دس غیر مسلم نوجوان بھی تھے جو آنحضرتؐ سے شدید بغض رکھتے تھے انہوں نے اذان کا کھلا مذاق اڑایا اور محض استہزاء کے طور پر اذانیں دینا شروع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خاموشی اور پیار سے ان کی اذانیں سنتے رہے پھر ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک خوش الحان کی

آواز بھی میں نے سنی ہے اس پر سب غیر مسلم آنحضورؐ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر کئے گئے اور سب نے باری باری اذان دی آخری مؤذن کا نام ابو محذورہ تھا جس کی آواز آنحضرتؐ کو بہت پیاری لگی آنحضرتؐ نے اسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ اس کی پیشانی کو تین بار اپنے دستِ مبارک سے برکت بخشی اور اظہارِ خوشنودی فرماتے ہوئے چاندی سے بھری ہوئی ایک تھیلی انعام دی اور فرمایا جاؤ اور بیت اللہ کے پاس بھی اذان دو۔ اس پر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیسے اذان دوں۔ اس آنحضرتؐ نے پوری اذان اور اقامت سکھلائی۔ یہ سارا واقعہ دار قطنی، مسند احمد بن حنبل اور نسائی اور دوسری مستند احادیث میں موجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیقؓ کو توحید اور رسالت محمدی کا پرچم دے کر کھڑا کیا۔ آپ نے فتنہ ارتداد کے دوران پوری مملکت اسلامیہ میں یہ "آرڈی نینس" جاری فرمایا:

ہمارا شعار اذان ہے جب مسلمان اذان دیں اور مرتدین بھی اذان دیں۔ خاموشی اختیار کی جائے۔ اگر وہ اذان نہ دیں فوراً ان کی خبر لی جائے اور اذان دینے کے بعد بھی ان سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس مسلک پر ہیں اگر وہ اسلام سے انکار کریں فوراً اُن سے جنگ شروع کر دی جائے اور

اگر وہ اسلام کا اقرار کریں، ان کے بیان کو قبول کر کے ان پر اسلام کی خدمت عائد کر دی جائے۔" [1]

معزز حضرات! آج انسانیت تباہی اور بربادی کے کنارے پر آن پہنچی ہے اور اقوام عالم کی نجات کی اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ فرش سے لے کر عرش تک فضاؤں کو محبت الٰہی کی خوشبوؤں سے بھر دیا جائے اور ہر دل پر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیا جائے۔ یہی وہ آسمانی نوبت خانہ ہے جس کا ذکر نہایت ولولہ انگیز رنگ میں حضرت مصلح موعود نے ۱۹۵۳ء کے جلسہ سالانہ پر کیا اور فرزندانِ احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو ہاں تم کو ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو

---

[1] تاریخ طبری جلد ۱ حصہ ۴ اردو صفحہ ۲۱ تصنیف ابو جعفر محمد بن جریر الطبری ترجمہ مولانا سید محمد ابراہیم صاحب ایم اے سابق کارکن شعبہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ۱۹۴۱ء۔ دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدر آباد

ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیحؑ نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیحؑ سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے میری آواز نہیں ہے۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔"

(سیر روحانی جلد سوم صہ ۲۸۶-۲۸۷)

؎ فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے